﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد15 | جمعۃ المبارک28/نومبر 2008ء | 29/ذوالقعدہ1429ہجری قمری ❁ 28/نبوت 1387 ہجری شمسی | شمارہ 48

بیماری کی صورت میں قیام نماز میں آسانی

حضرت عمرانؓ بن حصین بیان کرتے ہیں کہ مجھے بواسیر تھی۔ مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے بارہ میں پوچھا۔تو آپ نے فرمایا کھڑے ہوکر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہوکر ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ہی سہی۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعة باب اذا لم يطق قاعدا حديث نمبر 1050)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یادرکھو کہ ہمیشہ عظیم الشان نعمت ابتلاء سے آتی ہے اور ابتلاء مومن کے لئے شرط ہے۔

''بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو زبانی تو ایمان کے دعوے کرتے ہیں اور مومن ہونے کی لاف وگزاف مارتے رہتے ہیں لیکن جب معرض امتحان وابتلا میں آتے ہیں تو ان کی حقیقت کھل جاتی ہے۔اس فتنہ وابتلا کے وقت ان کا ایمان اللہ تعالیٰ پر ویسا نہیں رہتا بلکہ شکایت کرنے لگتے ہیں، اسے عذابِ الٰہی قرار دیتے ہیں۔ حقیقت میں وہ لوگ بڑے ہی محروم ہیں جن کو صالحین کا مقام حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہی تو وہ مقام ہے جہاں انسان ایمانی مدارج کے ثمرات کو مشاہدہ کرتا ہے اور اپنی ذات پر ان کا اثر پاتا ہے اور نئی زندگی اسے ملتی ہے۔لیکن یہ زندگی پہلے ایک موت کو چاہتی ہے اور یہ انعام وبرکات امتحان وابتلاء کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔ یہ یادرکھو کہ ہمیشہ عظیم الشان نعمت ابتلاء سے آتی ہے اور ابتلاء مومن کے لئے شرط ہے جیسے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:3) یعنی کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ اتنا ہی کہہ دینے پر چھوڑ دیئے جاویں گے کہ ہم ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جاویں۔ ایمان کے امتحان کے لئے مومن کو ایک خطرناک آگ میں پڑنا پڑتا ہے مگر اس کا ایمان اس آگ سے اس کو صحیح سلامت نکال لاتا ہے اور وہ آگ اس پر گلزار ہو جاتی ہے۔مومن ہو کر ابتلاء سے کبھی بےفکر نہیں ہونا چاہئے اور ابتلاء پر زیادہ ثبات قدم دکھانے کی ضرورت ہوتی ہے اور حقیقت میں جو سچا مومن ہے ابتلاء میں اس کے ایمان کی حلاوت اور لذّت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور اس کے عجائبات پر اس کا ایمان بڑھتا ہے اور وہ پہلے سے بہت زیادہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا اور دعاؤں سے فتحیاب اجابت چاہتا ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ انسان خواہش تو اعلیٰ مدارج اور مراتب کی کرے اور ان تکالیف سے بچنا چاہے جو ان کے حصول کے لئے ضروری ہیں''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 510۔جدید ایڈیشن)

تحریک دعا

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کے مبارک اور تاریخی سال میں قادیان دارالامان میں 26 تا29 دسمبر جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں احباب کو خطبہ جمعہ فرمودہ 21/نومبر میں دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک بات مَیں سفر کے حوالے سے دعا کے لئے یہ کہنی چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ سفر شروع ہونے والا ہے۔لوگ جانتے ہیں کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انشاء اللہ قادیان کے سفر پر جارہا ہوں۔قادیان کا انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ ہے،اس کے لئے دعا کریں کہ ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہو۔اللہ تعالیٰ ہر شر سے ہر احمدی کو محفوظ رکھے۔انشاء اللہ تعالیٰ بہت سے لوگ دنیا کے مختلف ممالک سے وہاں جارہے ہیں۔...........اللہ تعالیٰ تمام جانے والوں کو ہر طرح اپنی حفاظت میں رکھے۔ ان روکوں کی وجہ سے جو خواہش کے باوجود جانہ سکے ان کی نیتوں کا انہیں اللہ تعالیٰ ثواب دے۔بہرحال جانے والے بھی اور نہ جانے والے بھی مستقل دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حاسدوں اور شریروں کے شر سے ہر وقت بچائے کیونکہ ان لوگوں کی نظر تو ہر وقت جماعت پر رہتی ہے۔اور جو وہاں قادیان میں رہنے والے ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرور سے محفوظ رکھے۔

قادیان کے علاوہ انڈیا کی بعض دُور دراز کی جماعتوں کی خواہش تھی کہ ان کی جماعتوں میں بھی دورہ کیا جائے جو قادیان نہیں آ سکتے۔ ہندوستان ایک بڑا وسیع ملک ہے۔......انشاء اللہ تعالیٰ بعض دوسرے شہروں میں بھی جانے کا پروگرام ہے۔اللہ تعالیٰ ان جگہوں کے پروگرام بھی ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور میرا یہ دورہ بے شمار برکات کا حامل ہو اور ان کو سمیٹنے والا ہو۔اور دشمن کا ہر حربہ اور چال ناکام ونامراد ہو۔اور ہم جماعت کی ترقی ہمیشہ دیکھتے چلے جائیں۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری پردہ پوشی فرمائے اور کبھی ہم اس کے فضلوں اور رحمتوں سے محروم نہ رہیں''۔آمین۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ21/نومبر 2008ء)

صدسالہ خلافت جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ جرمنی 2008ء کی مختصر جھلکیاں

برلن (جرمنی) کے علاقہ Pankow میں 4790 مربع میٹر پلاٹ پر احمدی خواتین کی 1ء7 ملین یورو کی مالی قربانیوں سے تعمیر ہونے والی مسجد خدیجہ کے افتتاح سے قبل ہی پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا میں تشہیر۔

مسلمان جرمنی میں جہاں کہیں مسجد بنائیں ہم ان کو مبارکباد دے سکتے ہیں۔(اخبار "Berliner Morgenpost"۔16/اکتوبر2008ء)

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہالینڈ سے برلن کے لئے روانگی۔مسجد خدیجہ برلن میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال۔

مسجد خدیجہ میں مردوں اور عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کے لئے دو بڑے ہالز۔ ہر ہال کا رقبہ 168 مربع میٹر ہے۔مسجد کے مینارہ کی اونچائی 13 میٹر۔ گنبد کا Diameter،9 میٹر۔اس کے علاوہ رہائشی حصہ، دفاتر، لائبریری، کانفرنس روم، کچن کی سہولیات بھی موجود ہیں۔

(رپورٹ مرتبہ :عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

15/اکتوبر2008ء بروز بدھ:

صبح چھ بج کر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''بیت النور'' نن سپیٹ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نن سپیٹ کے مضافاتی علاقہ میں سیر کے لئے تشریف لے گئے۔صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی اور نماز کی ادائیگی کے بعد اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

ہالینڈ سے برلن (Berlin) کے لئے روانگی

آج پروگرام کے بمطابق نن سپیٹ (ہالینڈ) سے برلن (Berlin) کے لئے روانگی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے استقبال اور حضور انور کے جرمنی کے سفر کے لئے جرمنی سے مکرم امیر صاحب جرمنی، مبلغ انچارج صاحب جرمنی، صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اپنے خدام کی ٹیم کے ساتھ دو پہر سے قبل ہالینڈ پہنچ گئے تھے۔ پروگرام کے مطابق اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ مشن ہاؤس کے احاطہ میں احباب جماعت ہالینڈ مرد و خواتین کی ایک بڑی تعداد اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے جمع تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دعا کروائی اور قافلہ نن سپیٹ سے برلن (Berlin) کے لئے روانہ ہوا۔

نن سپیٹ (ہالینڈ) سے برلن (جرمنی) کا فاصلہ 632 کلومیٹر ہے۔ 108 کلومیٹر کے سفر کے بعد ہالینڈ کا بارڈر کراس کر کے جرمنی کی حدود میں داخل ہوئے۔ یہاں تک قافلہ کے ساتھ آنے والے جماعت ہالینڈ کے عہدیداران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہہ کر واپس نن سپیٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ جماعت جرمنی کی گاڑیاں شروع سے ہی قافلہ کو Lead کر رہی تھیں۔ اب قافلہ جرمنی کی حدود میں سفر کر رہا تھا۔ مجموعی طور پر 268 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد کچھ دیر کے لئے Auetal کے علاقہ میں مین ہائی وے پر ایک پٹرول سے ملحقہ ریسٹورنٹ میں رُکے اور چائے وغیرہ پی۔ قریباً نصف گھنٹہ کے قیام کے بعد آگے روانگی ہوئی۔ جب 395 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر چکے تو Mareborn کے مقام پر سابقہ مشرقی جرمنی کا بارڈر آیا جو اب بطور نشان اور بطور یادگار رہ گیا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں دیوار برلن ٹوٹنے اور گرنے سے قبل مغربی جرمنی اور مشرقی جرمنی کی سرحدیں جدا ہوتی تھیں۔ سفر مسلسل جاری تھا۔ رات آٹھ بجے برلن شہر میں داخل ہوئے اور آٹھ بج کر بیس منٹ پر ''مسجد خدیجہ برلن'' میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ورود مسعود ہوا جہاں احباب کی ایک بڑی تعداد نے اپنے پیارے آقا کا والہانہ استقبال کیا۔ مکرم عبدالباسط طارق صاحب مبلغ سلسلہ برلن، صدر جماعت برلن اور انچارج صاحب تعمیر مساجد جرمنی مکرم سعید گیسلر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ ایک بچے نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پھول پیش کئے۔

صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی سعدیہ گڈٹ صاحبہ نے اپنی عاملہ کی بعض ممبران کے ساتھ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کو خوش آمدید کہا اور ایک بچی نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی خدمت میں پھول پیش کئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی برلن آمد سے قبل ہی ملک بھر کی جماعتوں سے نمائندگان برلن پہنچ چکے تھے۔ مسجد خدیجہ برلن کے افتتاح کے اس تاریخی موقع پر یورپین ممالک، برطانیہ، بیلجیئم، ہالینڈ، ڈنمارک، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، ناروے، آسٹریا اور فرانس سے نمائندگان بھی برلن پہنچ چکے تھے۔

ان سبھی احباب نے اپنے پیارے آقا کی برلن آمد پر حضور انور کا پر جوش اور ولولہ انگیز استقبال کیا۔ بچیوں نے کورس کی صورت میں استقبالیہ نغمات پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت احباب جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور پھر کچھ دیر کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

مسجد خدیجہ برلن (Berlin)

مسجد خدیجہ کی تعمیر برلن شہر کے علاقہ Pankow میں ہوئی ہے۔ اور برلن شہر کا یہ علاقہ سابقہ مشرقی جرمنی میں شامل تھا۔ پلاٹ کا رقبہ 4790 مربع میٹر ہے اور تعمیر شدہ رقبہ 1008 مربع میٹر ہے۔ مسجد خدیجہ کا سنگ بنیاد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ جرمنی کے دوران 2/جنوری 2007ء کو رکھا تھا۔

مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے دو ہال ہیں اور ہر ہال کا رقبہ 168 مربع میٹر ہے۔ دونوں ہالوں کا کل رقبہ 336 مربع میٹر ہے۔ مسجد کے مینارہ کی اونچائی 13 میٹر ہے اور گنبد کا Diameter 9 میٹر ہے۔ مسجد خدیجہ کی تعمیر کے علاوہ اسی احاطہ میں ایک رہائشی حصہ اور دفاتر تعمیر کئے گئے ہیں۔ رہائشی حصہ میں ایک چار کمروں کی رہائشگاہ ہے۔ اس کے علاوہ دو کمروں کی رہائشگاہ اور ایک کمرہ کا مہمان خانہ بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ چار دفاتر، ایک لائبریری، ایک کانفرنس روم اور کھیلنے کے لئے چھوٹے سے گراؤنڈ کی سہولت موجود ہے۔ بڑے جماعتی کچن کی سہولت بھی موجود ہے۔ 22 گاڑیوں کی پارکنگ کی جگہ ہے۔ اس مسجد کا ڈیزائن محترمہ مبشرہ الیاس صاحبہ نے تیار کیا ہے۔

یہ تاریخی مسجد 1ء7 ملین یورو میں مکمل ہوئی ہے اور اس کے اخراجات لجنہ اماء اللہ نے برداشت کئے ہیں۔ یہ مسجد صرف خواتین کی مالی قربانیوں سے تعمیر ہوئی ہے۔ 1ء3 ملین یورو کا خرچ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے برداشت کیا ہے جبکہ بقیہ چار لاکھ یورو میں سے بڑا حصہ لجنہ اماء اللہ UK نے ادا کیا ہے۔

یہ دو منزلہ مسجد دور سے نظر آتی ہے اور اس کا بلند مینارہ اور گنبد لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد خدیجہ میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امیر صاحب جرمنی سے مسجد کے اندرونی حصہ کے رقبہ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ 168 مربع میٹر ہے اور اتنے ہی رقبہ پر مشتمل لجنہ کا ہال ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی حصہ کا معائنہ فرمایا۔ مسجد کے مینار اور گنبد کے بارہ میں دریافت فرمایا اور مسجد کے اردگرد کے علاقہ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ یہ مسجد یہاں سے دو کلومیٹر دور سے نظر آ رہی ہے۔ اس کا مینارہ اور گنبد اتنی دور سے نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

جرمنی کا شہر برلن (Berlin)

جرمنی کا شہر برلن (Berlin) 1183ء سے دریائے Spree کے کنارے آباد ہے۔ 892 مربع کلومیٹر کے رقبہ پر مشتمل اس شہر کی آبادی 3ء4 ملین ہے۔

1871ء اس شہر کو پہلی بار دارالحکومت کا درجہ حاصل ہوا۔ دوسری جنگ عظیم میں اس شہر کی آبادی 4ء3 ملین تھی جس میں سے 2ء8 ملین لوگ زندہ بچے اور چھ لاکھ مکانات تباہ ہوئے۔ دیوار برلن کی تعمیر سے یہ شہر دو حصّوں میں تقسیم ہو گیا اور ایک حصہ روس کے زیر اثر آ گیا جو مشرقی جرمنی کہلاتا تھا۔ 10/نومبر 1989ء کو دیوار برلن گرائی گئی اور یوں برلن کے دونوں حصے اکٹھے ہو گئے۔

''مسجد خدیجہ'' کی تعمیر اس لحاظ سے تاریخی اہمیت کی حامل ہے کہ یہ مسجد شہر کے اس حصہ میں تعمیر ہوئی ہے جو روس (رشیا) کے زیر اثر تھا اور مشرقی جرمنی کہلاتا تھا۔

پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا میں چرچا

اس مسجد کی تعمیر کا چرچا دنیا بھر کے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا نے کیا ہے۔ مسجد کے افتتاح سے قبل ہی اخبارات نے مسجد کے بارہ میں خبریں دینی شروع کر دی تھیں۔

✿......اخبار "Berlin Morgenpost" نے اپنی 19/ستمبر 2008ء کی اشاعت میں لکھا:

پانکوو Pankow کی مسجد تقریباً مکمل

مسجد کے خلاف مظاہروں، بلکہ حملوں کے باوجود خدیجہ مسجد کی تعمیر کا کام مسلسل جاری ہے۔ جماعت کے ترجمان نے کہا کہ مسجد کے خلاف کارروائیوں میں کمی آ گئی ہے۔ اس کی ایک وجہ پولیس کے ساتھ ہمارا تعاون بھی ہے۔ وہ اس علاقہ کی پہلے سے بڑھ کر نگرانی کرتی ہے۔ اس خبر میں مسجد کے منصوبہ، لاگت اور تاریخ کی تفصیل دی گئی ہے اور ذکر کیا گیا ہے کہ یہ برلن کے 200 احمدیوں کے لئے بنائی جا رہی ہے۔ اب تک ایک مکان جماعت کے مرکز کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔

✿......اخبار "Die Velt" نے اپنی 7/اکتوبر 2008ء کی اشاعت میں لکھا:

اخبار نے برلن کے دفتر تعمیرات کے حوالہ سے بتایا کہ 8/اکتوبر تک عمارت کے مسجد کے استعمال کی اجازت دے دی جائے گی۔ اخبار نے لکھا کہ 16/اکتوبر کو باقاعدہ افتتاح ہے جس میں ایک ہزار مہمان متوقع ہیں اور 17/اکتوبر کو جماعت کے ممبران مسجد کی تکمیل کی خوشی منائیں گے۔

✿......اخبار "Bild-Zeitung" نے اپنی 12/اکتوبر 2008ء کی اشاعت میں لکھا:

''جرمنی کی کثیر الاشاعت، مگر زرد صحافت سے تعلق رکھنے والی اخبار "Bild-Zeitung" نے مسجد کے گنبد کی تصویر کے ساتھ افتتاح کے پروگرام کے بارے میں خبر شائع کی ہے۔ اس میں ذکر ہے کہ مسجد کا نام آنحضرت ﷺ کی پہلی زوجہ مطہرہ کے نام پر ''خدیجہ'' رکھا گیا ہے۔ خبر میں مسجد کے خلاف احتجاج اور دیگر کارروائیوں کا بھی مختصر ذکر ہے لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ بعض گروپس نے مسجد کے حق میں بھی مظاہرہ کیا ہے۔ افتتاح کے دن دائیں بازو کی انتہا پسند پارٹی NPD نے بھی مظاہرہ کا اعلان کیا ہے''۔

✿......اخبار "Der Tagesspeigel" نے اپنی اشاعت 15/اکتوبر 2008ء میں لکھا:

ایک اخباری اطلاع کے مطابق جرمنی کی کرسچین ڈیموکریٹک پارٹی CDU اب ان گروپس کا ساتھ دے گی جو مسجد کے حق میں مظاہرہ کریں گے۔ CDU بھی دیگر جمہوری پارٹیوں کی طرح Pankow کے لوگوں کی انجمن Wir sind Pankow (ہم پانکو ہیں) کی حمایت کرے گی۔ یہ انجمن برلن کے اس علاقہ کے لوگوں نے بنائی ہے جہاں مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ ان کا ماٹو ہے کہ Pankow کے شہری روادار اور کھلے دل کے لوگ ہیں۔

✿......اخبار "Berliner Morgenpost" نے اپنی 15/اکتوبر 2008ء کی اشاعت میں لکھا:

مسجد کی تعمیر کی تاریخ ہنگامہ خیز ہے۔ لیکن اب اہتمام کے ساتھ مسجد کا افتتاح کیا جا رہا ہے۔ اس خبر میں دیگر تفاصیل کے ساتھ مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے دس تصاویر بھی شامل اشاعت ہیں۔ اور مسجد کے سامنے کے حصہ کی خوبصورت تصویر۔

✿......اسی اخبار نے اپنی 15/اکتوبر 2008ء کی اشاعت میں مزید لکھا:

برلن کے وزیر داخلہ: جرمنی میں زیادہ مسجدیں ہونی چاہئیں۔

برلن جو کہ جرمنی کا ایک صوبہ بھی ہے کے وزیر داخلہ نے یہ بھی کہا ہے کہ مساجد بناتے وقت شفاف طرز عمل اختیار کرنا چاہئے۔ مثلاً یہ کہ وہ تعمیر کا خرچہ کس طرح ادا کر رہے ہیں۔ اس طرح اعتبار بڑھے گا۔ جماعت احمدیہ کا یہ طریق ہے کہ انہوں نے واضح کر دیا ہے کہ ان کی مساجد ممبران کے چندہ سے بنائی جاتی ہیں جو ایک اچھا اقدام ہے۔

✿......اخبار "Berliner Morgenpost" نے اپنی 16/اکتوبر 2008ء کی اشاعت میں لکھا:

نو تعمیر مسجد کے لئے مبارکباد (Congratulation)

قرآن گمشدہ کناروں سے ہر ایک کو نظر آنے والی عمارتوں میں منتقل ہو رہا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ مسلمان جرمنی کا باقاعدہ حصہ بن گئے ہیں۔ مسلمان جرمنی میں جہاں کہیں بھی مسجد بنائیں ہم ان کو مبارکباد دے سکتے ہیں۔ لیکن ان کو شہری فرائض سے بری الذمہ نہیں کرنا چاہئے۔ مسلمانوں کا دینی جوش دیکھ کر کیتھولک اور پروٹسٹنٹ بھی مذہب کی طرف زیادہ متحرک ہو رہے ہیں۔ مسابقت کی روح سے ترقی ہوتی ہے۔ مذہب پہ بھی یہ قانون اطلاق پاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

مسجد خدیجہ (برلن۔ جرمنی) کے افتتاح کی مناسبت سے ایک قطعہ

جو باہم فاصلے تھے گھٹ رہے ہیں
محبت کی منادی ہو رہی ہے
جہاں حائل تھی کل دیوارِ برلن
وہیں مسجد خدیجہ بن گئی ہے

(عطاء المجیب راشد)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر18

عراق میں شیخ احمد فرقانی کی شہادت

حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری کی مبارک مساعی کے ایمان افروز تذکرے کے بعد اب ہم اس عرصہ کے دیگر تاریخی حالات اور جماعت احمدیہ کی عربوں میں تاریخ کے بعض اور واقعات کی طرف لوٹتے ہیں۔

جنوری 1935ء کے وسط میں عراق کے ایک نہایت مخلص احمدی حضرت شیخ احمد فرقانی کا سانحہ شہادت پیش آیا جس کی اطلاع ایک احمدی عرب نوجوان الحاج عبداللہ صاحب (جو کہ لمبا عرصہ قادیان میں علم دین سیکھنے کے بعد ان دنوں اپنے وطن میں مصروف تبلیغ تھے) کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پہنچی۔ چنانچہ انہوں نے 16/جنوری 1935ء کو عریضہ لکھا کہ آج بغداد سے ایک خط موصول ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ شیخ احمد فرقانی جو عرصہ دس سال سے احمدیت کی وجہ سے مخالفین کے ظلم وستم برداشت کرتے آرہے تھے اور جن کا عراقیوں نے بائیکاٹ کر رکھا تھا، شہید کردیئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بغداد سے قریباً دوسو میل کے فاصلہ پر ''لواء کرکوک'' گاؤں میں بود وباش رکھتے تھے۔ جب مَیں بغداد میں تھا تو وہ کئی ہفتے میرے پاس آ کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیحد محبت اور اخلاص رکھتے تھے۔ حضور کے فارسی وعربی اشعار سن کر وجد میں آجاتے اور زار وقطار رونے لگتے تھے۔

(ملخص از تاریخ احمدیت جلد7 صفحہ156-157)

شیخ احمد فرقانی صاحب نے مصائب الأنبياء والأبرار علىٰ أيدي السفلة والأشرار کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی تھی جو چھپ نہ سکی۔ اس کتاب کا ایک قیمتی اقتباس مولانا ابو العطاء صاحب نے رسالہ البشریٰ میں شائع کردیا تھا۔

(مجلة البشریٰ جولائی 1935ء صفحہ26-27)

سلطان عبدالعزیز ابن سعود پر قاتلانہ حملہ

پیچھے ہم سعودی حکومت اور سلطان ابن سعود کے خاندان کے ساتھ مبلغین کرام اور جماعت احمدیہ کے بعض دیگر افراد کے تعلقات اور تبلیغ احمدیت اور نصائح وغیرہ پر مبنی واقعات مفصل طور پر لکھ آئے ہیں۔ تاریخی اعتبار سے بعض کا تذکرہ یہاں ہوگا۔ لیکن ان واقعات پر اجمالی نظر ڈالنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس وقت سعودی حکومت کی سب سے زیادہ خیرخواہ جماعت احمدیہ تھی اور مختلف حساس امور کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے امام کا بیان فرمودہ موقف سب سے باوقار اور جرأت مندانہ اور حق پر مبنی موقف تھا۔ مولوی حضرات کے اکثر فرقے حاکم خاندان کی حکومت کے مخالف تھے اور اس کے خلاف پروپیگنڈے کر رہے تھے ایسے میں اگر حق کی آواز بلند ہوئی تو صرف قادیان سے ہوئی تھی۔ اور اس وقت کے سلطان عبدالعزیز ابن سعود کو بھی ان نیک جذبات اور مخلصانہ نصائح کی قدر تھی لہذا انہوں نے بھی کئی مرتبہ مولویوں کی مخالفت کو بالائے طاق رکھ کر احمدیت کے حق میں فیصلے کئے۔ لیکن افسوس کے ان کے جانشین اس روایت کو نبھانے میں کامیاب نہ ہوسکے۔

اس مذکورہ حقیقت کی ایک جھلک یہاں بھی ملاحظہ ہو۔

15/مارچ 1935ء کو جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز ابن سعود اور ان کے ولی عہد پر طواف کعبہ کے دوران بعض یمنی عربوں نے قاتلانہ حملہ کردیا جس پر شاہ کے حفاظتی دستہ نے حملہ آوروں کو گولیوں سے ہلاک کردیا۔ اس پر بعض مسلمان اخباروں نے حرم پاک میں عربوں کے قتل پر سخت احتجاج کیا اسے سرزمینِ حجاز میں یزیدیت سے تعبیر کیا۔

جماعت احمدیہ لندن کی طرف سے تار

سلطان ابن سعود پر قاتلانہ حملہ کو جماعت احمدیہ نے گری ہوئی حرکت اور بزدلانہ فعل قرار دیا۔ چنانچہ اخبار (الجامعۃ الاِسلامیۃ) نے اپنی 15/ذو الحجۃ 1353ھ کی اشاعت میں لکھا کہ:

''کل لندن سے خبر آئی ہے کہ وہاں جماعت احمدیہ کی مسجد میں ایک بڑی تعداد میں مسلمانوں نے عید الأضحیٰ ادا کی جہاں پر انہوں نے جلالۃ الملک ابن سعود پر کعبہ شریف میں قاتلانہ حملہ کے خلاف سخت غم وغصہ کا اظہار کیا۔ اور امام مسجد لندن نے اس حملہ کو گری ہوئی حرکت اور بزدلانہ فعل اور خدا تعالیٰ کے کفر سے تعبیر کیا''۔

مسجد میں جمع ہونے والے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے جلالۃ الملک ابن سعود کو اس حملہ سے بچ جانے پر مبارکباد کا تار ارسال کیا۔

(بحوالہ مجلة البشریٰ مئی 1935ء صفحہ37)

سعودی حکومت کا غیر مسلم کمپنی سے معاہدہ اور حضرت خلیفہ ثانیؓ کا پُر بصیرت بیان

سلطان ابن سعود کے محافظوں کی طرف سے حرم کعبہ میں قاتل حملہ آوروں کے قتل کی مخالفت پورے زوروں پر تھی کہ خبر آئی کہ جلالۃ الملک نے ایک غیر مسلم کمپنی کو پٹرول وغیرہ کا ٹھیکہ دینے کے لئے ایک معاہدہ طے کرلیا ہے۔ اگرچہ یہ اپنی نوعیت کا کوئی پہلا معاہدہ نہیں تھا مگر خصوصاً مجلس احرار نے سلطان المعظم اور ان کی حکومت کے خلاف مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے جلسے کئے اور اخباروں میں بدگوئی سے کام لیتے ہوئے سخت زہریلا پروپیگنڈہ کیا۔ اور بالآخر اسے ایک خالص مذہبی مسئلہ قرار دے کر مخالفت کا ایک وسیع محاذ کھول دیا۔ جس کی اصل وجہ یہ تھی کہ احرار لیڈر شریف حسین والئی مکہ کی شکست کھا جانے کے بعد سعودی حکومت کے بھی مخالف تھے اور ابن سعود کو سرمایہ دارانہ ماحول کا پروش یافتہ بتا کر بدنام کرتے رہتے تھے۔

ان کی بعض آراء کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

✿...... چوہدری افضل حق ''تحریک احرار صفحہ 22 تا24'' میں لکھتے ہیں:

''ابن سعود کا سارے عرب میں طوطی بولنے لگا۔ خشک قسم کا وہابی تھا۔ مدینے میں قدم رکھا تو بھونچال لے آیا۔ قبوں کو گرا کر ہموار کردیا......ہم شریف حسین کے دین بدر ہونے پر خوش تھے کہ غدار اپنے انجام کو پہنچا مگر قبے گرانے کے متعلق متذبذب تھے......یہ سب قبے اور مقبرے سرمایہ داروں کی سنگ دلی کا نتیجہ ہیں......اگر نبی کریمؐ کی قبر اصل حال میں ہوتی تو اس زیارت سے سرمایہ داروں کے خلاف مسلمانوں کی نفرت قائم رہتی......اب جبکہ مسلمان عوام کی دل ودماغ کی ساخت سرمایہ داری مشین میں تیرہ سو سال ڈھل کر بدل گئی تو ابن سعود کا ظہور ہوا......بیچارہ ابن سعود بھی سرمایہ دارانہ ماحول کا پروش یافتہ تھا اسے خود اسلام کا منشاء معلوم نہ تھا۔ اس نے چند قبے گرائے مگر خود شاہانہ بسر اوقات کرنے لگا''۔

مجلس احرار کے آرگن ''مجاہد'' نے اپنے افتتاحیہ میں لکھا کہ ''مجلس احرار اب تک جزیرة العرب کی حقیقی صورتحال سے واقف نہ تھی لیکن اب اسے یقین سے معلوم ہوگیا ہے کہ شاہ ابن سعود انگریزوں کے زیر اثر ہیں اور یہ کہ عرب کے خارجی معاملات پر برطانیہ کا قبضہ ہے اور انگریز مدبر سلطان کو معاہدوں کے جال میں پھنسا کر داخلی مسائل پر قابض ہو رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مخالف پروپیگنڈہ کا اصل سبب

سعودی حکومت کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والوں کا مقصد کیا تھا؟ اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری نے اخبار ''اہل حدیث'' میں لکھا:

''رنج اس لئے ہے کہ عرب کے پہاڑوں سے اگر یہ چیزیں مل گئیں تو حکومت نجدیہ کو بڑی قوت حاصل ہوگی جو ان برادرانِ اسلام کو ناگوار ہے۔''

(اہل حدیث امرتسر 2/اگست 1935ء صفحہ15)

امام جماعت احمدیہ کا بصیرت افروز بیان

مرکز اسلام کے سربراہ کی نسبت اشتعال انگیزیوں کا یہ افسوسناک طریق دیکھ کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو شدید صدمہ پہنچا اور حضور نے 30/اگست 1935ء کے خطبہ جمعہ میں سلطان ابن سعود کے معاہدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''ہم ہمیشہ عرب کے معاملات میں دلچسپی لیتے ہیں۔ جب ترک عرب پر حاکم تھے تو اس وقت ہم نے ترکوں کا ساتھ دیا۔ جب شریف حسین حاکم ہوا تو لوگوں نے اس کی سخت مخالفت کی مگر ہم نے کہا فتنہ فساد کو پھیلانا مناسب نہیں۔ جس شخص کو خدا نے حاکم بنادیا ہے اس کی حکومت کو تسلیم کرلینا چاہئے تاکہ عرب میں نت نئے فسادات کا رونما ہونا بند ہوجائے۔ اس کے بعد نجدیوں نے حکومت لے لی تو باوجود اس کے کہ لوگوں نے شور مچایا کہ انہوں نے قبے گرا دیئے اور شعائر کی ہتک کی ہے اور باوجود اس کے کہ ہمارے سب سے بڑے دشمن اہلحدیث ہی ہیں، ہم نے سلطان ابن سعود کی تائید کی، صرف اس لئے کہ مکہ مکرمہ میں روز روز کی لڑائیاں پسندیدہ نہیں۔ حالانکہ وہاں ہمارے آدمیوں کو دکھ دیا گیا۔ حج کے لئے احمدی گئے تو انہیں مارا پیٹا گیا۔ مگر ہم نے اپنے حقوق کے لئے بھی اس لئے صدائے احتجاج کبھی بلند نہیں کی کہ ہم نہیں چاہتے ان علاقوں میں فساد ہو۔ مجھے یاد ہے مولانا محمد علی جوہر، جب مکہ مکرمہ کی مؤتمر سے واپس آئے تو وہ ابن سعود سے سخت نالاں تھے۔ شملہ میں ایک دعوت کے موقعہ پر ہم سب اکٹھے ہوئے تو انہوں نے تین گھنٹے اس امر پر بحث جاری رکھی۔ وہ بار بار میری طرف متوجہ ہوتے اور مَیں انہیں کہتا کہ مولانا آپ کتنے ہی ان کے ظلم بیان کریں جب ایک شخص کو خدا تعالیٰ نے حجاز کا بادشاہ بنادیا ہے تو مَیں تو یہی کہوں گا کہ ہماری کوششیں اب اس امر پر صرف ہونی چاہئیں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں فساد اور لڑائی نہ ہو۔ اور جو شورش اس وقت جاری ہے وہ دب جائےاور امن قائم ہو جائے تا کہ ان مقدس مقامات کے امن میں خلل واقع نہ ہو۔

ابھی ایک عہد نامہ ایک انگریز کمپنی اور ابن سعود کے درمیان ہوا ہے۔ سلطان ابن سعود ایک سمجھ دار بادشاہ ہے مگر بوجہ اس کے کہ وہ یورپین طریق سے اتنی واقفیت نہیں رکھتے، وہ یورپین اصطلاحات کو صحیح طور پر نہیں سمجھتے، ایک دفعہ پہلے جب وہ اٹلی سے معاہدہ کرنے لگے تو ایک شخص کو جو ان کے ملنے والوں میں سے تھے مَیں نے کہا کہ تم سے اگر ہوسکے تو میری طرف سے سلطان ابن سعود کو یہ پیغام پہنچا دینا کہ معاہدہ کرتے وقت بہت احتیاط سے کام لیں۔ یورپین قوموں کی عادت ہے کہ وہ الفاظ نہایت نرم اختیار کرتی ہیں مگر ان کے مطالب نہایت سخت ہوتے ہیں۔ اب وہ معاہدہ جو انگریزوں سے ہوا، شائع ہوا ہے۔ اور اس کے خلاف بعض ہندوستانی اخبارات مضامین لکھ رہے ہیں۔ مَیں نے وہ معاہدہ پڑھا ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اس میں بعض غلطیاں ہوگئی ہیں۔ اس معاہدہ کی شرائط کی رو سے بعض موقعہ پر بعض بیرونی حکومتیں یقیناً عرب میں دخل دے سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کو پڑھ کر میرے دل کو سخت رنج پہنچا......۔ انگریز ہوں یا کوئی اور حکومت، عرب کے معاملہ میں ہم کسی کا لحاظ نہیں کرسکتے۔ اس معاہدہ میں ایسی احتیاطیں کی جاسکتی تھیں کہ جن کے بعد عرب کے لئے کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہتا۔ مگر بوجہ اس کے کہ سلطان ابن سعود یورپین اصطلاحات اور بین الاقوامی معاملات سے پوری واقفیت نہیں رکھتے، انہوں نے الفاظ میں احتیاط سے کام نہیں لیا اور اس میں انہوں نے عام مسلمانوں کا طریق اختیار کیا ہے۔ مسلمان ہمیشہ دوسروں پر اعتبار کرنے کا عادی ہے حالانکہ معاہدات میں کبھی اعتبار سے کام نہیں لینا چاہئے۔ بلکہ سوچ سمجھ کر اور کامل غور وفکر کے بعد الفاظ تجویز کرنے چاہئیں۔ گو مَیں سمجھتا ہوں یہ معاہدہ بعض انگریزی فرموں سے ہے حکومت سے نہیں۔ اور ممکن ہے جس فرم نے یہ معاہدہ کیا ہے اس کے دل میں بھی دھوکہ بازی یا غداری کا کوئی خیال نہ ہو مگر الفاظ ایسے ہیں کہ اگر اس فرم کی کسی وقت نیت بدل جائے تو سلطان ابن سعود کو مشکلات میں ڈال سکتی ہے۔ مگر یہ سمجھنے کے باوجود ہم نے اس پر شور مچانا مناسب نہیں سمجھا۔ کیونکہ ہم نے خیال کیا کہ اب سلطان کو بدنام کرنے سے کیا فائدہ۔ اس سے سلطان ابن سعود کی طاقت کمزور ہوگی۔ اور جب ان کی طاقت کمزور ہو گی تو عرب کی طاقت بھی کمزور ہوجائے گی۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ دعاؤں کے ذریعہ سے سلطان کی مدد کریں اور اسلامی رائے کو ایسا منظّم کریں کہ کوئی طاقت سلطان کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی جرأت نہ کرسکے۔''

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 549تا 551 ،خطبہ جمعہ فرمودہ30/اگست 1935ء)

مقبولین الٰہی کی دل سے نکلی ہوئی دعائیں اور آہیں

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

عرش کو ہلا دیتی ہیں اور خطرات کے منڈلاتے ہوئے سیاہ بادل چھٹ جاتے ہیں اور مطلع صاف ہو جاتا ہے۔ یہی صورت یہاں ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے سرزمین عرب کو نہ صرف اس معاہدہ کے بداثرات سے بچا لیا بلکہ ملک عرب کی کانوں سے اس کثرت کے ساتھ معدنیات برآمد ہوئیں کہ ملک مالا مال ہوگیا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد7 صفحہ228تا 234)

یہ عبدالعزیز کے باپ کا گھر نہیں

سلطان عبدالعزیز ابن سعود کے ذکر کے ذیل میں یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ایک بار اخبار الفضل کے ایک سیاسی نامہ نگار نے جلالۃ الملک ابن سعود سے مکہ معظّمہ میں ملاقات کی تو انہوں نے جماعت احمدیہ کی نسبت فرمایا کہ تبلیغ اسلام میں مدد دینا ہمارا کام ہے۔

سلطان نے ''سورت'' کے ایک اہلحدیث کی شکایت پر (کہ احمدی ایک اور نبی کو ماننے والے ہیں) صاف جواب دیا کہ یہ شرک فی النبوۃ کرتے ہوں گے مگر یہاں تو شرک فی التوحید کرنے والے بھی آتے ہیں۔

پھر احمدیوں کو مکہ سے نکالنے کی تجویز پر کہا کہ: کیا یہ عبدالعزیز کے باپ کا گھر ہے جس سے مَیں نکال دوں؟ یہ خدا کا گھر ہے۔

(الفضل 24/جولائی 1935ء صفحہ5، بحوالہ تاریخ احمدیت جلد7 صفحہ228)

حبشہ (ابی سینیا) میں
ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کی تبلیغی خدمات

حبشہ کا ملک جسے انگریزی میں ایتھوپیا یا ابی سینیا کہتے ہیں براعظم افریقہ کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ جس کی تقریباً نصف آبادی مسلم ہے اور قدیم سے عربوں کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے عربی زبان وہاں پر بولی اور سمجھی جاتی تھی۔ آج کل بھی سوڈان کی سرحدوں کے قریبی علاقے میں عربی زبان ہی بولی جاتی ہے اور پورے ملک میں کئی ایک عربی اخبارات و رسائل شائع ہوتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں حبشہ میں مضبوط عیسائی حکومت قائم تھی۔ جب کفار مکہ کی طرف سے مظالم کی انتہا ہوگئی تو آپؐ نے مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں جس کے بادشاہ کے متعلق آپؐ نے فرمایا کہ حبشہ کا بادشاہ عادل و منصف ہے اس کی حکومت میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ حبشہ کی حکومت نے مسلمان مہاجرین کو پورا پورا امن دیا اور ان کی تبلیغ سے نہ صرف نجاشی مسلمان ہوگیا بلکہ عمائد مملکت بھی اسلام لے آئے۔ حکومت حبشہ کا یہ ایسا عظیم الشان احسان ہے کہ ملّت اسلامیہ اسے قیامت تک فراموش نہیں کرسکتی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اسی جذبہ تشکر سے لبریز ہوکر اگست 1935ء میں ڈاکٹر نذیر احمد صاحب (ابن حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحبؓ سابق مہر سنگھ) کو حبشہ جانے اور اہل حبشہ کی خدمت کرنے کا ارشاد فرمایا۔ یہ وہ ایام تھے جب اٹلی اور حبشہ کے درمیان جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ اہل حبشہ بری طرح پسپا ہو رہے تھے اور ان کو جنگی امداد کے علاوہ طبی امداد کی بھی بہت ضرورت تھی۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے خرچ پر ابی سینیا گئے۔ اور اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر انسانی ہمدردی اور خدمت خلق کا بہترین ثبوت دیا۔

ذیل میں محترم ڈاکٹر صاحب کی زبانی وہاں کے حالات و تبلیغی واقعات کی تفاصیل درج کی جاتی ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو تحریک جدید کے ماتحت وقف کرنے پر علی گڑھ خط لکھا کہ ابی سینیا (حبشہ) میں جا کر طبی خدمات سرانجام دینے اور تبلیغ کرنے کے لئے روانہ ہو جائیں۔ اگست 1935ء میں خاکسار قادیان پہنچ کر حضور سے فیضیاب ملاقات ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی بیش قیمت نصیحت

حضور کے ضروری ارشاد گرامی یہ تھے۔ ریڈ کراس ہسپتالوں میں جو جنگ کے میدان میں ابی سینیا میں کام کر رہے ہیں اپنے آپ کو پیش کریں۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرام کی ہجرت بھی ایبے سینیا کے ملک میں ہوئی تھی۔ اہل حبشہ کے آباؤ اجداد کے اس نیک سلوک کی وجہ سے عالم اسلامی ان کا ممنون ہے اس کے عوض ہمیں اس مصیبت کے وقت ان کے بیمار اور زخمیوں کی مدد کرنی چاہئے۔

مخدوش حالات اور خدمت کی توفیق

(1)۔ خاکسار عدیس ابابا اپنے خرچ پر پہنچا۔ ...... اٹلی کے فوجیوں کے ہوائی حملوں سے بے اندازہ نقصان جانی و مالی ہوا۔...... گولہ باری کے ذریعہ بیدردی سے جانیں تلف کی گئیں۔ خاکسار عین میدان شمالی محاذ پر متعین تھا۔ روزانہ کئی سو زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا پڑتی تھی۔ دیکھتے دیکھتے جانیں تلف ہوتی تھیں۔ قیامت کا منظر سامنے تھا۔ قرآن کریم کی پیشگوئیاں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں فوج میں بیان کر کے واضح کیا جاتا رہا کہ مسیح موعودؑ کا ظہور ہو چکا اور سچائی ثابت ہوچکی ہے۔ لوگوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے...... ہندوستان کی طرف سے خاکسار ہی ایک ڈاکٹر تھا جو ملک حبشہ میں جنگ کے دوران کام کے لئے بھیجا گیا۔

باثمر تبلیغی مہمات

ایبے سینیا کا بادشاہ ہیلی سلاسی یکم مئی 1936ء کو فرار ہوکر انگلستان چلا گیا۔ اٹلی کے ملکِ حبشہ پر قبضہ کرنے پر مزید چھ ماہ خاکسار وہاں مقیم رہ کر عدیس ابابا کی مساجد میں تبلیغ کرتا رہا۔ مساجد میں جمعہ کے روز خاکسار لیکچر کرتا اور پیغامِ احمدیت و اسلام عربی زبان میں پہنچاتا۔ بسا اوقات خاکسار کو مساجد ہی سے بزور نکال باہر کیا جاتا رہا۔ ایک فاضل رکن جامعۃ الأزہر شیخ محمد بدیوی مصری جو حکومت کی طرف سے عدیس ابابا جامعہ میں مقرر تھا چند روز کے بحث مباحثہ کے بعد اور میرے کہنے پر استخارہ کرنے کے بعد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی بیعت تحریری سے مشرف ہوا۔ اس نے خواب میں رسول کریم ﷺ و مسیح موعود علیہ السلام کو دو کرسیوں پر بیٹھے دیکھا او رسول کریمؐ کو اپنی طرف مخاطب ہوکر سنا کہ مسیح موعودؑ کو قبول کرلو۔

اس دوران میں السید عبدالحمید ابراہیم مصری (جو جامعۃ الأزہر کے فارغ التحصیل ہیں) کے ساتھ مقابلہ ہوتا تو شیخ محمد بدیوی صاحب مجھے بلا لیا کرتے تھے۔ خطبہ الہامیہ میری طرف سے دئے جانے پر انہوں نے بھی دعویٰ مسیح موعودؑ کو قبول کرلیا۔ 1936ء کے بعد 1937ء میں مصر جا کر بیعت کا خط مولوی محمد سلیم صاحب کو لکھ دیا اور داخل جماعت احمدیہ ہوگئے۔ نیز السید عبدالحمید بعد میں قادیان اور ربوہ آ کر حضرت صاحب کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔

(مکرم مولوی محمد سلیم صاحب اس وقت مولانا ابوالعطاء صاحب کے بعد بلاد عربیہ میں بطور مبلغ کام کر رہے تھے۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کی تبلیغی کوششوں کے مفصل ذکر کے بعد ہم مکرم مولوی محمد سلیم صاحب اور ان کے بعد بلاد عربیہ میں تبلیغ کی غرض سے جانے والے مبلغین کرام کی مساعی کا ذکر کریں گے۔)

(2) ستمبر 1936ء میں خاکسار ایبے سینیا سے چلا گیا اور فلسطین اور مصر و شام کے ممالک میں تبلیغ اور سیاحت اور پریکٹس کے لئے چلا گیا۔ چند ماہ رہ کر پھر 1937ء میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کینیا جانے کیلئے ارشاد فرمایا کہ وہاں جا کر میڈیکل سروس میں داخل ہو جاؤں۔ سو 1939 تک خاکسار وہاں رہا۔ 1940ء میں خاکسار کو حاجیوں کے جہاز ایس ایس رحمانی میں میڈیکل آفیسر مقرر کیا گیا۔ بمبئی، جدہ، کراچی وغیرہ کئی دفعہ آنا جانا پڑا۔ حج کرنے کا بھی موقعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عنایت کیا۔ عربی میں مہارت کافی ہوگئی۔ مکہ معظّمہ میں اور عرفات، منیٰ، مزدلفہ، مکہ معظّمہ، جدہ، غرضیکہ ہر جگہ عربوں اور دیگر علماء کو تبلیغ کرنے کا موقعہ بکثرت ملتا رہا اور علاج معالجہ کا موقعہ ملتا رہا۔ خاکسار کا طریق اکثر یہی رہا کہ قرآن کریم کی آیات ہر مسئلہ پر اور کتب عربی حضرت مسیح موعودؑ کی تشریحات اکثر بیان کرنے پر مداومت اختیار کرتا تھا جس کا بہت جلد اثر دیکھا جاتا رہا۔

(3) ڈلہوزی میں 42-1941ء سے 1943ء تک خاکسار پریکٹس کرتا رہا۔ جہاں حضور نے ایک روز سیر پر جاتے ہوئے فرمایا: ایبے سینیا کے بادشاہ کو لکھو کہ مَیں نے دوران جنگ ایبے سینیا میں کام کیا ہے اس لئے تم مجھے کوئی عہدہ دو تا کہ مَیں دوبارہ مریضوں کو ایبے سینیا کے ہسپتالوں میں مقرر ہونے پر خدمت کرسکوں۔ سو خاکسار حضور سے بشارات لے کر دوبارہ عدن اور حبشہ چلا گیا۔

حافظ قدرت اللہ صاحب مبلغ ہالینڈ، سعودی عرب کے شہزادہ فیصل اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ

(4) عدن میں 44-1943ء میں سرکاری ملازمت سول ہسپتال میں کرتا رہا۔ وہاں بھی مساجد میں جب عرب علماء کا درس ہوتا تھا خاکسار وہاں جا کر بیٹھ جاتا اور سوال و جواب کا سلسلہ جاری کر دیتا۔ کئی موقعہ پر کافر، ملعون، قادیانی، کذّاب کے خطاب سے یاد کیا جاتا۔ اور کئی دفعہ وہاں کی مساجد سے نکالا جاتا۔ ایک دن کثرت سے عربوں اور صومالیوں نے مسجد کو گھیرے میں لے لیا تا کہ خاکسار کو کالعدم کر دیا جائے۔ اسی اثناء میں سی آئی ڈی کا آدمی میرے پاس آ کر کھڑا ہوگیا اور انگریزی میں کہنے لگا کہ ہم کو حکم ہوا ہے کہ آپ کو اپنے گھر سلامتی کے ساتھ پہرے کے اندر پہنچا دیں کیونکہ پبلک مسجد کے اندر اور باہر ڈنڈے اور چاقو لے کر کھڑی ہے، ان کی نیت آج آپ کے متعلق خطرناک ہے......سو وہ مجھے پہرے کے اندر میرے گھر لے آئے۔

نو آبادیات محمیات عدن میں دورہ کرنے کے لئے مجھے بھیجا گیا جہاں بیماریاں اور موتیں بکثرت ہو رہی تھیں۔ وہاں جا کر گاؤں گاؤں میں ظہور مسیح موعودؑ پر عربی زبان میں تقریریں کرتا رہا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خبر بکثرت مشہور ہو گئی۔ حسب معمول تصنیفات حضرت مسیح موعودؑ بکثرت تقسیم کرتا رہا جس پر مخالفت کا بازار گرم ہوگیا۔ جس پر علماء عدن نے ایک میمورنڈم لکھ کر گورنر عدن کو بھیجا کہ ڈاکٹر نذیر احمد کو میڈیکل سروس سے نکال دیا جائے، نوجوانوں پر قادیانیت کا اثر ہو رہا ہے۔ سلطان شبوطی میرا ڈسپنسر تھا وہ احمدیت کی طرف مائل ہوگیا۔ بعد میں مولوی غلام احمد مبشر کے آنے پر سلطان شبوطی اور عبداللہ محمد شبوطی دونوں احمدی ہوگئے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک......۔

عدن میں مجھے ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا تو خواب دیکھا کہ مَیں حضرت صاحب کے ارشاد پر ایبے سینیا (جو قریب ہی ایک روز کے راستہ پر تھا) جا رہا ہوں۔ حضور نے میری خواب پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ ہاں جلدی ایبے سینیا چلے جائیں۔ چنانچہ خاکسار 1944ء میں دوبارہ ایبے سینیا چلا گیا اور حضرت صاحب کی بات پوری ہوئی کہ خاکسار کو ایکٹنگ سول سرجن کے عہدہ پر کئی سال متعین کیا گیا۔ وہاں پہنچنے پر ہیلی سلاسی شاہِ حبشہ سے کئی بار ملاقات ہوئی۔ اس کے محل میں اس کو کتب دے کر تبلیغ اسلام انگریزی زبان میں کی گئی۔ اور پرانا تعلق ہجرت اصحاب النبی ﷺ کا بیان یاد دلایا گیا۔

(5) 1944ء سے 1953ء تک 9 سال برابر سینکڑوں مباحثات کئے اور دس ہزار کے قریب اشتہار کتب رسائل، کتب مسیح موعودؑ عربی (مثلاً اعجاز المسیح، لجۃ النور، حمامۃ البشریٰ تحفہ بغداد، التبلیغ) دیباچہ قرآن انگریزی اور قرآن کریم کی تفسیر انگریزی بڑے سائز کی تقسیم کی گئی۔ اکثر مفت دی گئیں۔ سکولوں اور کالجوں میں جا کر تبلیغ کی گئی۔ اور سکوں کے لڑکوں نے میرے ہاں برابر ہسپتال میں آنا شروع کیا۔ چالیس آدمیوں نے جو مختلف گاؤں کے رہنے والے تھے ایک دن بیعت کی اور سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔

آپ کے پیچھے نماز جائز نہیں

بیعت کرنے والوں میں ''ہرر'' شہر کے تین دوست بھی تھے جو جنوری 1947ء میں داخل سلسلہ ہوئے۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے ان اصحاب کی بیعت کی مرکز میں اطلاع دیتے ہوئے یہ رپورٹ بھی بھجوائی کہ چند روز کا واقعہ ہے کہ ہمارے مذکورہ بالا تین نو مبایعین غلطی سے غیر احمدی لوگوں کی جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے چلے گئے۔ مَیں نے انہیں پیغام بھیجا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ وہ سنتے ہی میرے پاس چلے آئے۔ اس سے ہمارے مخالفین میں اشتعال پیدا ہوگیا۔ اور مجھ پر محکمہ قضا میں یہ مقدمہ دائر کیا گیا کہ مَیں نے ان کے دو ہرری مسلمان چرا لئے ہیں اور یہ کہ ان کی نماز کی ہتک کی ہے۔ آخر مجھے بلایا

باقی صفحہ نمبر 10پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہمیں اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا کرنا چاہئے کہ دنیائے احمدیت میں مسجدوں کی تعمیر کی طرف جو توجہ ہو رہی ہے اس میں UK والے بھی حصہ دار بن رہے ہیں۔

ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر اپنوں کو بھی اور غیروں کو بھی اپنے قول و فعل سے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم خدائے واحد کی عبادت کرنے کے لئے مسجدیں بنانے والے ہیں۔

مساجد بنانا ان کا کام نہیں جو مومنوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے والے ہوں۔ پس آج ہم میں سے ہر احمدی کے ہر قول اور عمل سے اس بات کا اظہار ہونا چاہئے کہ وہ محبتوں کا علمبردار ہے۔ وہ دلوں کو جوڑنے والا ہے۔ وہ فتنہ و فساد کو ختم کرنے والا ہے۔

مسجد کی تعمیر کے ساتھ عموماً تعارف بڑھتا ہے اور تبلیغ کے نئے راستے کھلتے ہیں تو اس کے لئے بھی اپنی عبادتوں کے معیار اونچے کرنے کی ضرورت ہے تا کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش پہلے سے بڑھ کر ہو۔

آج ہم جو مسجدیں بنا رہے ہیں یا مشن ہاؤسز کھول رہے ہیں یا سینٹرز لے رہے ہیں اور جماعتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے یہ تحریک جدید کا ہی ثمرہ ہے۔

(مسجد المہدی بریڈفورڈ (UK) کے افتتاح کے موقع پر خطبہ جمعہ میں مسجد المہدی بریڈفورڈ، شیفیلڈ کی مسجد اور لیمنگٹن سپا اور ہڈرزفیلڈ میں نئے سینٹرز کا تذکرہ)

تحریک جدید کے 74 ویں سال کے اختتام اور 75 ویں سال کے آغاز کا اعلان۔

اس سال جماعت کو تحریک جدید میں 41 لاکھ 2 ہزار 792 پاؤنڈز کی مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔

اس سال بھی پاکستان دنیا بھر کی جماعتوں میں مجموعی لحاظ سے پہلے نمبر پر رہا۔ دوسرے نمبر پر امریکہ اور تیسرے نمبر پر برطانیہ۔

افریقن ممالک میں نائیجیریا کی جماعت تحریک جدید میں نمایاں طور پر آگے آئی ہے اور پہلی دس جماعتوں میں شامل ہو کر ایک مثال قائم کر دی ہے۔

تحریک جدید کا چندہ ادا کرنے والوں کی تعداد پانچ لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے۔ اگر جماعتیں کوشش کریں تو ایک سال میں یہ تعداد تین گنا زیادہ ہو سکتی ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ مورخہ 7 رنومبر 2008ء بمطابق 7 رنبوت 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد المہدی۔ بریڈفورڈ۔ (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ۔ (ابراہیم :32)

الحمدللہ کہ آج بریڈفورڈ کی جماعت کو بھی یہ مسجد بنانے کی توفیق ملی۔ مسجد کے طور پر استعمال ہونے والا ایک سینٹر تو یہاں موجود تھا اور میرے خیال میں اس کے جو ہال تھے ان کی گنجائش کافی حد تک بریڈفورڈ جماعت کی ضرورت پوری کر رہی تھی، لیکن اس کو مسجد نہیں کہا جا سکتا تھا۔ خاص مسجد کی عمارت جسے انگریزی میں Purpose Built کہتے ہیں اس لحاظ سے یہ جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ہے جو اس علاقے میں تعمیر ہوئی ہے۔ ابھی مَیں نے دیکھا تو نہیں لیکن تصویریں مَیں نے دیکھی تھیں، بتانے والے بتاتے ہیں کہ مین (main) سڑک سے بڑا خوبصورت نظارہ اس مسجد کا نظر آتا ہے اور اس کے ٹیرس (Terrace) پہ کھڑے ہو کر یہ سارا شہر بھی نظر آتا ہے اور لگتا ہے کہ تمام شہر اس مسجد کو دیکھتا ہوگا۔ اور غیر از جماعت مختلف فرقوں کی دوسری مساجد بھی یہاں ہیں وہ بھی سامنے دور دور نظر آتی ہیں۔

لیکن بہرحال اس جگہ پر، اللہ تعالیٰ نے یہ جگہ تعمیر کے لئے دی ہے جو شہر کی کافی اونچائی پہ ہے اور یہاں سے سارا شہر بھی نظر آتا ہے اور سارے شہر سے یہ مسجد نظر آتی ہے اور اس لحاظ سے اس مسجد کی ایک نمایاں حیثیت ہو گئی ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں اور آپ لوگوں کو بھی جو بریڈفورڈ کے رہنے والے ہیں یہ احساس ہو گیا ہوگا کہ جب ارادہ پکا اور مصمم ہو تو اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے۔ جب آپ نے فیصلہ کر لیا کہ مسجد بنانی ہے تو اللہ تعالیٰ نے بھی مدد فرمائی۔

پھراس علاقہ میں کچھ اور مساجد بھی بن رہی ہیں یا بنی ہیں اور اس جمعہ کے ساتھ مَیں ان کے بارہ میں بھی مختصراً بتادوں کہ شیفیلڈ میں بھی ایک مسجد بنی ہے۔ ابھی کل انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بھی افتتاح ہوگا لیکن چونکہ جمعہ کا موقع نہیں اس لئے اس کے بارہ میں بھی آج ہی بتا رہا ہوں۔ اسی طرح دو سینٹرز خریدنے کی بھی آپ کو توفیق ملی۔ دنیا کے احمدیوں کی خواہش ہوتی ہے کہ اس مسجد کے مختصراً کوائف بھی ان کو پتہ لگیں۔ آپ جو یہاں انگلستان کے رہنے والے ہیں، ان میں سے بھی بہت سوں کو پتہ نہیں ہوگا اس لئے بتا دیتا ہوں۔

یہاں جماعت کی تاریخ تو بہت پرانی ہے۔ 1962ء سے یہاں جماعت قائم ہے۔ 1968ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ یہاں تشریف لائے تھے، پھر 1973ء میں دوبارہ تشریف لائے تھے اور 1979ء میں جو اس وقت آپ کا سینٹر استعمال ہو رہا ہے اس کو خریدا گیا تھا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1982ء میں یہاں تشریف لائے تھے اور پھر 1989ء اور 1992ء میں بھی آپؒ یہاں تشریف لائے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے کہنے پر یہاں مسجد کے لئے جگہ تلاش کی گئی اور پھر 2001ء میں اس کی پلاننگ Permission مل گئی تھی اور 2004ء میں جیسا کہ آپ جانتے ہیں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس مسجد کی تعمیر پر اب تک کے اعداد و شمار کے مطابق 2.3 ملین پاؤنڈ یعنی 23 لاکھ پاؤنڈز خرچ ہوئے ہیں اور اس کی گنجائش 600 افراد کے لئے ہے۔ ایک مردوں کا ہال ہے۔ اتنا ہی عورتوں کا ہال ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور ہال ہے۔ اور اس کی تعمیر میں کمپنی کے کام کے علاوہ ہمارے والنٹیئرز (Volunteers) نے بھی کافی کام کیا۔ رشید صاحب ہیں، شاہد صاحب ہیں اور بعض دوسرے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔

اس مسجد کے فنڈ کے لئے صرف بریڈفورڈ جماعت نے ہی فنڈز اکٹھے نہیں کئے بلکہ لجنہ اماء اللہ UK کو مَیں نے کہا تھا کہ وہ اس میں بڑا حصہ ڈالیں اور اسی طرح خدام الاحمدیہ کو بھی کیونکہ ہارٹلے پول کی مسجد انصار اللہ کی رقم کے بہت بڑے حصے سے تعمیر ہوئی تھی۔ تو بہرحال لجنہ اماء اللہ نے اس میں بڑھ چڑھ کر چندے دیئے اور اسی طرح خدام الاحمدیہ نے بھی اور پھر لوکل بریڈفورڈ کی جماعت نے بھی کافی قربانی کی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔

UK جماعت میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ پہلے تو کئی سالوں کے بعد ایک مسجد کی تعمیر ہوتی تھی یا سینٹرز خریدے جاتے تھے لیکن اب ان کو بھی Purpose built مسجدیں بنانے کا خیال آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جاری رکھے اور فی الحال جو انہوں نے 25 مساجد کا اپنا ٹارگٹ مقرر کیا ہے اس کو جلد سے جلد حاصل کرنے والے ہوں۔

یورپ میں جہاں ایک طبقہ مخالفت میں بڑھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک طبقہ خاص طور پر نوجوانوں میں ایسا بھی ہے جن کا اسلام کی طرف رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ تعلیم تو وہ قرآن کریم سے دیکھتے ہیں، تاریخ پڑھتے ہیں، واقعات دیکھتے ہیں۔ UK میں جو اسلام کا عروج ہوا اس کو دیکھتے ہیں۔ پھر جو ترقیات اسلام کے ذریعہ سے اس وقت ملیں اس سے متاثر ہوتے ہیں اور پھر کیونکہ جماعت احمدیہ بعض علاقوں میں بہت مختصر تعداد میں ہے، اتنا تعارف بعض جگہ پر نہیں ہے، لوگ جانتے نہیں ہیں، تو جن مسلمان گروہوں کے پاس جاتے ہیں ان کے ذریعہ سے جب مسلمان ہوتے ہیں تو بعض دفعہ غلط راستوں پر چل پڑتے ہیں۔ اس لئے مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ فرانس کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر ایک جرمن ڈپلومیٹ آئے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ جرمنی کے نوجوانوں کا اسلام کی طرف بڑا رجحان ہے اور میری یہ خواہش ہے کہ اگر ہم نے مسلمان ہی ہونا ہے تو پھر احمدی مسلمان ہوں تا کہ صحیح راستے پر چلنے والے ہوں۔ تو یہ جو رجحان پیدا ہو رہا ہے اس کو سنبھالنا ہے اور جب ہم مسجد بناتے ہیں تو ایک نیا تعارف جماعت کا ہوتا ہے۔ نئے نئے تعارف کے راستے کھلتے ہیں۔

امیر صاحب نے جو رپورٹ دی تھی اس میں لجنہ کی تعریف کی گئی تھی کہ فنڈز کی وصولیوں میں لجنہ اماء اللہ UK نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے لیکن خدام الاحمدیہ پہ ان کو کچھ شکوہ تھا۔ تو جہاں تک خدام الاحمدیہ کا سوال ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بھی اپنا وعدہ پورا کر دیا لیکن بہرحال اگر نہیں کیا تو وہ اس شکوہ کو دُور کریں۔

دوسری مسجد کا جو مَیں نے کہا کہ شیفیلڈ میں مسجد بن رہی ہے یہاں بھی 1985ء سے جماعت قائم ہے اور اب جہاں موجودہ جائیداد (پراپرٹی) خریدی گئی ہے اور مسجد بنائی ہے یہ 2006ء میں خریدی گئی تھی اور وہاں بھی 5 لاکھ پاؤنڈ کی لاگت سے مسجد تیار ہوئی ہے۔ 2006ء میں وہاں چند ایک لوگ تھے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے 200 کی جماعت ہے۔ اس مسجد کی گنجائش بھی 300 نمازیوں کی ہے۔

اسی طرح کچھ سینٹرز خریدے گئے ہیں۔ لیمنگٹن سپا (Liamington Spa) میں اور ہڈرزفیلڈ میں ایک نئی جگہ خریدی گئی ہے۔ یہ ڈیڑھ ایکڑ کی جگہ ہے جہاں انشاء اللہ کسی وقت آئندہ جلد امید ہے مسجد تعمیر ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ وہاں بھی جلد تعمیر کرنے کی توفیق دے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا کرنا چاہئے کہ دنیائے احمدیت میں مسجدوں کی تعمیر کی طرف جو توجہ ہو رہی ہے اس میں UK والے بھی حصہ دار بن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو جلد جو ٹارگٹ مَیں نے بیان کیا ہے اس کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کیا عمارت بنا دینا اور ایک خوبصورت عمارت بنا دینا کافی ہے۔ کیا یہی بات ہمیں اس حدیث میں بتائے گئے انعام کا وارث بنائے گی جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس دنیا میں اللہ کا گھر بنایا اس نے اگلے جہان میں اپنا گھر بنایا۔ یقیناً مسجد بنانا ایک نیک کام ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے تبھی تو اگلے جہان میں بھی اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ایک گھر بنانے کی خوشخبری دی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے اس گھر کو تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے وہ مقصد پورا کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ اپنی نیتوں کو خالص کرتے ہوئے وہ جذبہ پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو دلوں کا حال جانتا ہے، جس کے علم میں ہے کہ بندے کے دل میں کسی کام کے کرنے کی نیت کیا ہے اُس خدا کے لئے وہ خالص دل پیدا کرنا ضروری ہے جس میں اس کی رضا کے حصول کا مقصد کوٹ کوٹ کر بھرا ہو۔ جس میں خالصتاً للہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کا جذبہ بھی موجزن ہو۔ پس مَیں امید کرتا ہوں کہ مسیح محمدی کے غلام ہونے کے ناطے یقیناً یہ جذبہ ہر احمدی کے دل میں ہے اور یہاں بھی ہر احمدی کے دل میں یہ مسجد تعمیر کرتے وقت پیدا ہوا ہوگا۔ کیونکہ اگر یہ جذبہ نہیں تو ایسی مسجد کے بدلے اگلے جہان میں مسجد بنانے یا گھر بنانے کا کیا سوال ہے، اس دنیا میں ہی ایسی مسجد کو زمین بوس کرنے کا حکم دیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول نہ ہو۔ چنانچہ جب مخالفین اور منافقین نے اللہ کے نام پر دُنیا کو دھوکہ دینے کے لئے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ایک مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے گرانے کا حکم دیا۔

اس بات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّکُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ مِنْ قَبْلُ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰی۔ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ۔ لَا تَقُمْ فِیْہِ اَبَدًا۔ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ۔ فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَھَّرُوْا۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ۔ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَہٗ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٍ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَہٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ ھَارٍ فَانْھَارَ بِہٖ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ۔ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (التوبة:107-109) اور وہ لوگ جنہوں نے تکلیف پہنچانے اور کفر پھیلانے اور مومنوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور ایسے شخص کو کمین گاہ مہیا کرنے کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے ہی سے لڑائی کر رہا ہے ایک مسجد بنائی، ضرور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم بھلائی کے سوا کچھ نہیں چاہتے تھے۔ جبکہ اللہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً وہ جھوٹے ہیں۔ تُو اس میں کبھی کھڑا نہ ہو یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی ہو زیادہ حقدار ہے کہ تو اس میں نماز کے لئے قیام کرے۔ اس میں ایسے مرد ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ وہ پاک ہو جائیں اور اللہ پاک بننے والوں سے محبت کرتا ہے۔

فرمایا: پس جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے تقویٰ اور اس کی رضا پر رکھی ہو کیا وہ بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھوکھلے ڈھے جانے والے کنارے پر رکھی ہو۔ پس وہ اسے جہنم کی آگ میں ساتھ لے گرے اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

ہم جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسیحؑ محمدی کے غلاموں میں سے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے دنیا میں اس زمانے میں اپنی پہچان کرانے کے لئے بھیجا تھا۔ جن کی بعثت کا مقصد ہی یہی ہے کہ بندے کو خدا کے قریب کرنا اور مخلوق خدا کا حق ادا کرنا۔ مخلوق کو مخلوق کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانا۔ ہم سے تو کبھی یہ توقع کی نہیں جاسکتی کہ ہماری مسجدیں کبھی بھی ایسی مسجدیں ہوں جن کا مقصد تکلیف پہنچانا ہو۔ یا جس میں اللہ معاف کرے کبھی کفر کی تعلیم دی جائے یا مومنوں میں پھوٹ ڈالنے کا ذریعہ بنے یا اللہ اور رسول کے مخالفین کو کبھی ہم پناہ دینے والے ہوں۔ پس جب ہم کبھی ان برائیوں کے کرنے والے نہیں ہو سکتے تو پھر ہمیں اپنے ماحول میں اس بات کو پھیلانا ہوگا۔ اس مسجد کی تعمیر کے بعد پہلے سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

وقف جدید کا مالی سال 2008ء

وقف جدید کا مالی سال 2008ء، 31/دسمبر 2008ء کو ختم ہو رہا ہے۔ تمام امراء، صدران اور مبلغین کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ:

(1) وعدوں کے مطابق 100 فیصد وصولی کے لئے بھرپور کوشش کریں۔

(2) جو احباب جماعت (بچے، جوان، عورتیں اور بوڑھے) ابھی تک اس بابرکت تحریک میں شامل نہیں ہوئے انہیں شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔

(3) وقف جدید کی ادائیگیوں کی سالانہ رپورٹ مقررہ فارم پر 25/دسمبر 2008ء تک وکالت مال لندن کو بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

والسلام کا پیغام پہنچانا ہوگا کہ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں جس مسیح ومہدی نے آنا تھا اور دنیا کی تکلیفیں دُور کرنے کے لئے آنا تھا وہ آچکا اور ہم اس کی جماعت کے فرد ہیں۔ ہم اُس کو ماننے والے ہیں۔ ہم وہ ہیں جو تکلیف کا تو سوال نہیں محبت اور پیار کی شمعیں دلوں میں جلانے والے ہیں۔ ہم اُس مسیح محمدی کے ماننے والے ہیں جس نے اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے تا کہ ’’سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کرکے صلح کی بنیاد ڈالوں‘‘۔ (لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

پس ہماری مساجد اس تعلیم کا پرچار کرنے والی ہوں جو پیار محبت اور حلم کی بنیاد ڈالنے والی ہے۔ ہم تو ہر حال میں صلح کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے دنیا کو امن دینے کے خواہش مند ہیں۔ ہم نے تو دنیا کی تکلیفیں دُور کرنے کے لئے ہمیشہ قربانیاں دی ہیں اور ہمیشہ قربانیاں دیتے چلے جائیں گے۔ آج دنیا میں جماعت احمدیہ کا تعارف ہی دنیا کی تکلیفوں کو دُور کرنے میں صفِ اوّل میں رہنے والوں کے حوالے سے ہے۔ جو لوگ بھی ہمیں جانتے ہیں، وہ اسی لئے جانتے ہیں کہ یہ ایک امن پسند جماعت ہے۔ بلکہ مَیں تو یہ کہوں گا کہ ہم سب سے آگے ہیں کیونکہ ہماری خدمات بے لوث ہیں اور جہاں بھی موقع ملتا ہے بغیر امتیاز کے ہر جگہ پر ہیں۔

افریقہ میں ہیومینیٹی فرسٹ کے ذریعہ سے خدمت کر رہے ہیں۔ جزائر میں خدمت کر رہے ہیں۔ ساؤتھ امریکہ میں خدمت کر رہے ہیں۔ پھر احمدیوں کی انجینئرز ایسوسی ایشن ہے۔ UK والے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں افریقہ میں بھی اور دوسرے ممالک میں بھی بہت کام کر رہے ہیں۔ تو ہر جگہ ہمارا کام تو خدمت کرنا ہے تا کہ لوگوں کی تکلیفیں دور ہوں۔ پینے کے لئے جہاں پانی مہیا نہیں وہاں پینے کے لئے پانی مہیا کرتے ہیں۔ غرض بے شمار طرح کی خدمتیں ہیں جو جماعت احمدیہ انجام دے رہی ہے۔

پھر جو مَیں نے آیات پڑھی تھیں ان میں ایک برائی اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کی جو خدا تعالیٰ کی خاطر نہ بنائی جائے یہ بیان فرمائی کہ کفر پھیلانے والی ہے۔ جبکہ ہماری مساجد تو خدائے واحد کی عبادت کا حق ادا کرنے کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ ہماری مساجد تو اپنے مقصد پیدائش کا حق ادا کرنے کے لئے بنائی جاتی ہیں اور وہ مقصد ہے ایک خدا کی عبادت کرنا۔ اس علاقہ میں مسلمانوں کی بھی کافی آبادی ہے۔ مَیں نے جیسے ذکر کیا ان کی بہت ساری مساجد بھی ہیں ان میں سے ایک طبقہ کو تو ہماری مسجد کا بننا پسند نہیں آیا اس لئے تعمیر کے دوران بعض لوگوں نے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ اس کے علاوہ بعض غیر مسلموں نے بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ لیکن ان کے یہ فعل اور عمل ہمیں اپنے خدا کی عبادت کا پہلے سے بڑھ کر حق ادا کرنے والا بنانے والے ہونے چاہئیں۔ اپنے خدا سے تعلق میں پہلے سے بڑھ کر ہماری کوشش ہونی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والے بننا چاہئے۔ اس ارشاد میں اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

’’وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں‘‘۔ (لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

تو یہ آپؑ کا کام تھا کہ وہ خالص توحید جو دنیا سے ختم ہوگئی ہے اس کو نہ صرف قائم کرنا بلکہ اس کا ایسا پودا لگانا جو کبھی سوکھنے والا نہ ہو، ہمیشہ ہرا بھرا رہے۔ اور ہم وہ لوگ ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم آپ کی جماعت میں شامل ہوئے۔ ہم اس پودے کی شاخیں ہیں۔ جب تک ہم سرسبز شاخیں رہیں گی اس کا حق ادا کرتی رہیں گی توحید کا حق ادا کرتے رہیں گے ہم اس پودے سے جڑے رہیں گے۔ ورنہ سوکھے پتوں کی طرح اور سوکھی ٹہنیوں کی طرح علیحدہ ہو جائیں گے۔

پس ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر اپنوں کو بھی اور غیروں کو بھی اپنے قول و فعل سے یہ ثابت کروانا ہے کہ ہم خدائے واحد کی عبادت کرنے کے لئے مسجدیں بنانے والے ہیں۔ اور شرک کے خاتمے کے لئے ہر قربانی کرنے والے ہیں تا کہ دنیا سے ہمیشہ کے لئے کفر و الحاد ختم ہو جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مساجد بنانا ان کا کام نہیں جو مومنوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے والے ہوں۔ پس آج ہم میں سے ہر احمدی کا یہ نعرہ ہونا چاہئے اور صرف نعرہ نہیں اس کے ہر قول اور عمل سے اس بات کا اظہار ہونا چاہئے کہ وہ محبتوں کا علمبردار ہے۔ وہ دلوں کو جوڑنے والا ہے۔ وہ فتنہ و فساد کو دنیا سے عمومی طور پر ختم کرنے والا ہے اور خاص طور پر اپنے معاشرے سے اپنے اندر سے ختم کرنے والا ہے اور وہ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کا عملی اظہار کرنے والا ہے۔ تبھی یہ مسجد ہمارے اس مقصد کو پورا کرنے والی ہوگی جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ تبھی ہماری تبلیغ دوسروں کے دلوں پر اثر کرنے والی ہوگی۔ تبھی ہم اپنے ان مسلمان بھائیوں کے بھی دل جیتنے والے ہوں گے جن کو ان کی لاعلمی اور غلط راہنمائی نے شکوک و شبہات میں ڈالا ہوا ہے۔ کیونکہ اب اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آپؐ کے عاشق صادق اور مسیح محمدی نے ہی تمام مسلمانوں کو امت واحدہ بنانے کا کردار ادا کرنا ہے۔ اب اس مسیح محمدی کی جماعت کی ذمہ داری ہے کہ مومنوں کا حقیقی کردار ادا کریں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حقیقی تعلیم کو اپنے پر لاگو کریں۔ تقویٰ پر قدم مارنے والے ہوں اور اِس مسجد کو اُس مسجد کے نمونے پر قائم کر دیں جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کی بنیاد اللہ کے تقویٰ اور اس کی رضا پر رکھی گئی تھی۔ ورنہ جو مسجد بغیر تقویٰ کے اور تقویٰ کے مقاصد پورا نہ کرتے ہوئے تعمیر کی جائے وہ آگ کے کنارے پر بننے والی مسجد ہے۔ ایسی عمارت ہے جو آگ کے کنارے پر بنائی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ اس کی اس طرح وضاحت فرمائی کہ دریا کا کنارہ تو پانی میں گرتا ہے۔ اب دریا چوڑا ہو جاتا ہے۔ اس سے مزید لوگوں کو فائدہ ہی ہوتا ہے لیکن نفاق کا کنارہ آگ میں گرتا ہے۔ جو مسجدیں خالص اللہ کی رضا کے لئے نہ ہوں، اس مسجد کی مثال دے کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی بتایا ہے کہ وہ آگ میں گرنے والی مسجد تھی۔ ہم تو نفاق سے پاک اور خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کام کرنے والے لوگ ہیں۔ ہماری مسجدیں تو انشاء اللہ ان مسجدوں کا کردار ادا کرنے والی ہیں جو ہر قربانی کرنے والے کے لئے جنت میں گھر بنانے کی ضمانت دینے والی ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے جہاں یہ مثال دے کر منافقین اور مخالفین کی ایسی حرکتوں کا ذکر کیا ہے جن سے مومنوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو یا یہ ارادہ ہو کہ ہمیں نقصان پہنچانا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے یہ تسلی بھی دلائی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یہ کوشش ناکام ہوئی۔ تو آئندہ بھی اگر مومن، خالص مومن، ایمان کا مظاہرہ کرتے رہیں گے اور تقویٰ پر قائم رہیں گے تو خدا تعالیٰ مومنوں کی جماعت کو ہر شر اور تکلیف سے بچانے کے سامان پیدا فرماتا رہے گا۔

لیکن یہاں مومنوں پر بھی ذمہ داری ڈالی ہے کہ اس مسجد کی مثال تمہارے سامنے ہے جس کی بنیادیں تقویٰ پر اٹھائی گئیں۔ اس سے مراد مسجد نبوی ہے جس کی بنیادیں عاجزی اور دعاؤں سے اٹھائی گئیں جو تقویٰ کے قیام کے لئے بنائی گئی۔ پس آئندہ بھی مومن ہمیشہ اپنے سامنے وہ نمونے رکھیں جو آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ نے اس مسجد کی بنیادیں اٹھاتے ہوئے قائم کئے تھے۔ ورنہ کوئی ضمانت نہیں کہ تمہاری مساجد تمہیں خدا کا قرب دلانے والی بنیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے اپنے دلوں کو پاک کرنے کی خواہش رکھنا اور اس کے لئے تقویٰ پر قدم مارنا انتہائی ضروری چیز ہے۔

پس ہر احمدی جب بھی مسجد بنائے اسے ہر وقت یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اس کی تعمیر کا مقصد ایک خدا کی عبادت کرنا اور تقویٰ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔

تقویٰ کیا ہے یا متقی کون ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور اس کو راضی کرنے کے لئے جو شخص ہر ایک بدی سے بچتا رہے اس کو متقی کہتے ہیں‘‘۔

ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ’’قرآن شریف تقویٰ ہی کی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علت غائی ہے۔‘‘ یعنی تقویٰ ہی اس کا بنیادی مقصد ہے۔ فرمایا کہ ’’اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اس کی نمازیں بھی بے فائدہ اور دوزخ کی کلید ہو سکتی ہیں‘‘۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل صفحہ 411۔ الحکم جلد 11 نمبر 28 مورخہ 10/اگست 1907ء صفحہ 14)

اللہ ہر احمدی کو اس سے محفوظ رکھے کہ نمازیں صرف بے فائدہ ہی نہیں ہیں بلکہ دوزخ کی طرف لے جانے والی ہیں۔ ہم مسجد کی باتیں کر رہے ہیں کہ اس کا مقصد تقویٰ کا قیام ہونا چاہئے اور اس تقویٰ کے حصول کے لئے ایک مسلمان نماز پڑھتا ہے اور اس کے بنانے سے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر دیتا ہے۔ یہاں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ وسلام نے انذار فرمایا ہے۔

تو ہر وہ شخص جو مسجد کے لئے قربانی دینے والا ہے اُسے پہلی بات ہمیشہ یہ پیش نظر رکھنی چاہئے کہ مسجد بناتے ہوئے نیت صاف ہو، ہر قسم کے فتنہ و فساد سے پاک ہو۔ اب جو نمازیں پڑھنے والے ہیں ان کے بارہ میں فرمایا کہ اگر تقویٰ نہیں تو بے شک ظاہری نمازیں تم لوگ پڑھ رہے ہو یہ بے فائدہ ہے۔ انسان اگر غور کرے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

امداد طلباء

پسماندہ ممالک میں بہت سے والدین مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلا سکتے۔ ایسے مستحقین کے لئے جماعت میں ’’امداد طلباء‘‘ کے نام سے فنڈ قائم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس فنڈ میں سے مستحق طلباء کی مدد کی جاتی ہے۔ اس وقت دنیا کے مختلف ممالک کے ہزاروں طلباء اس فنڈ سے استفادہ کر رہے ہیں۔

جو مخیّر احباب اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں وہ احمدیہ مسلم جماعت (AMJ) کے نام اپنے چیکس / رقوم براہ راست یا اپنی جماعت کی معرفت وکالت مال لندن کو بھجوا سکتے ہیں۔

(ایڈیشنل وکیل المال لندن)

پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ ’’جہاں تقویٰ نہیں وہاں حسنہ حسنہ نہیں اور کوئی نیکی نیکی نہیں ہے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ 410۔ الحکم جلد 5 نمبر 32 مورخہ 31/اگست 1901ء صفحہ3)

پس ہمیں اس بات پر ہی خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ہم نے ایک بہت خوبصورت مسجد بنالی جو دُور سے نظر آتی ہے اور اس شہر میں بڑی نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ اصل خوبصورتی اس کی اس وقت ظاہر ہوگی جب ہم تقویٰ پر چلتے ہوئے اس مسجد کی تعمیر کے مقاصد کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے ان مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں گے۔

پس ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ خالص اللہ کا ہو کر اپنی نمازوں کی ادائیگی کی کوشش کرے اور پہلے سے بڑھ کر آپس میں پیار محبت اور بھائی چارے کے تعلقات پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے کی غلطیوں سے صرف نظر کرنے والا ہو، ان کو معاف کرنے والا ہو۔ اپنے دلوں کو ہر قسم کے کینوں اور بغضوں سے پاک کرنے والا ہو۔ اپنوں اور غیروں ہر ایک کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ عاجزی اور انکسار دلوں میں پیدا کرنے والے ہوں۔ تبھی اس مسجد کی تعمیر سے فیض پاتے ہوئے جنت میں خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے گھر میں ہم جگہ پانے والے ہوں گے۔ تبھی ہماری نمازیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے والی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ مقام حاصل کرنے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جو آیت مَیں نے شروع میں تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے دو اہم حکم عطا فرمائے ہیں جو قرآن کریم کی ابتداء سے لے کر آخر تک مختلف حوالوں اور مختلف طریق پر مسلسل بیان ہوئے ہیں اور ان میں سے پہلا حکم نمازوں کا قیام ہے۔ جس کے بارہ میں بھی مَیں نے تھوڑی سی توجہ دلائی ہے کہ اس مسجد کی تعمیر کے بعد تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی نمازوں کی حفاظت ہر مومن پر فرض ہے اور یہی بات پھر مزید تقویٰ میں بڑھائے گی۔

نماز کی حقیقت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’نماز کیا چیز ہے؟ وہ دعا ہے جو تسبیح، تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تا کہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔‘‘

(کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 68-69)

اور جب اثر ہوگا تو پھر تقویٰ کے معیار بھی بڑھیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کا قرب نماز کو سمجھ کر پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اب جبکہ اس مسجد کی تعمیر کے بعد آپ کی ذمہ داری بڑھے گی کیونکہ مَیں نے یہی دیکھا ہے کہ مسجد کی تعمیر کے ساتھ عموماً تعارف بڑھتا ہے اور نئے راستے تبلیغ کے کھلتے ہیں تو اس کے لئے بھی اپنی عبادتوں کے معیار اونچے کرنے کی ضرورت ہے تا کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش پہلے سے بڑھ کر ہو۔ اور ان نمازوں کی وجہ سے آپ کو اپنی اصلاح کے ساتھ احمدیت کا پیغام پہنچانے کے بہتر مواقع بھی حاصل ہوں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج بھی نکلیں گے۔

اب اس آیت میں بیان کردہ دوسرے حکموں کی طرف آتا ہوں۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ بریڈفورڈ کی مسجد اور ہارٹلے پول کی مسجد کی بنیاد مَیں نے ایک دن کے وقفہ سے رکھی تھی۔ پہلے بریڈفورڈ کی، اس سے اگلے دن ہارٹلے پول کی مسجد۔ لیکن ہارٹلے پول کی مسجد آج سے دو سال پہلے مکمل ہوگئی کیونکہ چھوٹی تھی اس لئے جلدی مکمل ہوگئی۔ لیکن بریڈفورڈ کی مسجد کو کچھ عرصہ لگ گیا۔ بہرحال جو بات مَیں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ کہ ہارٹلے پول کی مسجد کا جب افتتاح ہوا تو اس وقت بھی یہ اتفاق تھا یا اللہ تعالیٰ کا خاص تصرف تھا کہ تحریک جدید کے سال کا وہاں مَیں نے اعلان کیا اور لندن سے باہر تحریک جدید کے نئے سال کا جو پہلا اعلان میری طرف سے ہوا تھا وہ وہیں تھا۔ اور آج آپ کی مسجد کے افتتاح پر بھی اتفاق سے وہ دن ہے جب تحریک جدید کا پرانا سال ختم ہوا اور نئے سال کا آغاز ہو رہا ہے۔

تحریک جدید کے قیام کی وجہ دشمنانِ احمدیت کی بڑھتی ہوئی دشمنی تھی جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید کا اجراء فرمایا تو اس وقت دشمن کے احمدیت کو ختم کرنے کے بڑے شدید منصوبے تھے۔ لیکن آپؓ نے جب جماعت کے سامنے یہ تحریک رکھی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس منصوبے سے احمدیت کی تبلیغ پہلے سے زیادہ بڑھ کر اور شان سے ہندوستان سے باہر کے ممالک میں پھیلی۔ آج ہم جو مسجدیں بنا رہے ہیں یا مشن ہاؤسز کھول رہے ہیں، سینٹرز لے رہے ہیں اور جماعتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے یہ اصل میں اسی تحریک کا ثمرہ ہے۔ پس آج آپ کو ایک نئے جوش اور ولولے کے ساتھ اپنی دعاؤں کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح انعامات سے نواز رہا ہے۔ ایک جوش کے ساتھ تبلیغ کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک جوش کے ساتھ مالی قربانی کی ضرورت ہے اور یہی حقیقی شکرانہ ہے اور یہی دشمنوں کی کوششوں کا جواب ہے۔

اس آیت میں جو دوسری بات بیان کی گئی ہے وہ یہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ مال خرچ کرو۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ یہاں مال خرچ کرنے سے مراد خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ جس سے لٹریچر وغیرہ کی اشاعت کی تبلیغی ضروریات پوری ہوں۔ مساجد کی تعمیر ہو سکے۔ نئے مشن کھل سکیں۔ مبلغین تیار ہو سکیں۔ پہلے تو قادیان میں ایک جامعہ احمدیہ تھا اور ایک ربوہ میں۔ دو جامعہ تھے۔ اب مبلغین کی نئی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اور مبلغین کو تیار کرنے کے لئے کئی جگہ جامعات کھل چکے ہیں تا کہ جو نئی ضروریات آئندہ پیش آنے والی ہیں ان کو پورا کیا جا سکے۔ برطانیہ بھی ان خوش قسمت ملکوں میں سے ہے جہاں جامعہ احمدیہ قائم ہے۔ تو بہرحال اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ مال خرچ کرو تو اخراجات کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ صرف ایک کام کر کے بیٹھ نہ جاؤ بلکہ جس طرح تمہارے لئے نمازوں کی طرف مستقل توجہ کی ضرورت ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو، خالص ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ضرورت ہے۔ اسی طرح مالی قربانیوں کی بھی ضرورت ہے۔ ایک دفعہ کی مالی قربانی سے تمہارا فرض پورا نہیں ہو جاتا۔ ایک مسجد بنانے سے مالی قربانیوں میں کمی نہیں آنی چاہئے۔ تھوڑا سا لٹریچر شائع کرنے سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ بہت ہو گیا۔

اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کے نئے راستے بھی اللہ تعالیٰ خود بخود کھول رہا ہے اور اس کے لئے اخراجات کی بھی ضرورت ہے۔ ان نئے راستوں میں جیسے ہم دیکھتے ہیں ایم ٹی اے بھی ہے۔ آج پہلی دفعہ یہاں اس شہر سے براہ راست دنیا خطبہ بھی سن رہی ہے۔ ایم ٹی اے کا تبلیغ کے میدان میں بہت بڑا کردار ہے۔ دنیا میں اس کی وجہ سے نہ صرف احمدیت کا تعارف ہو رہا ہے بلکہ اکثر ممالک کی اکثر جگہوں پر احمدیت اور اسلام کا پیغام اس کے ذریعہ سے پہنچ چکا ہے۔ اب صرف ملکوں یا چند شہروں میں پیغام پہنچا دینا ہی کافی نہیں ہم نے دنیا کے ہر شہر، ہر گاؤں، ہر قصبے اور ہر گلی میں اس کا پیغام پہنچانا ہے اور بہرحال اس کے لئے قربانیاں دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اسی لئے آپ لوگ اپنے عہدوں میں یہ عہد کرتے ہیں کہ جان و مال، وقت اور عزت قربان کروں گا۔ کس لئے؟ بغیر کسی مقصد کے لئے تو نہیں کرنا؟ اللہ تعالیٰ کے دین کا پیغام پہنچانے کے لئے کرنا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کے لئے کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ احباب جماعت کے دل میں وہ خود جوش ڈالتا ہے کہ وہ مالی قربانی کریں۔ آج دنیا جب مالی بحران میں گرفتار ہے احمدی کو اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ تمہاری عبادتیں اور تمہاری مالی قربانیاں تمہیں اس کے بداثرات سے محفوظ رکھیں گی۔ کیونکہ مومن کی نظر اپنی آخری منزل کی طرف ہوتی ہے اور ہونی چاہئے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ دنیاوی تجارتیں اور روپیہ پیسہ کام آئے گا۔ نہ تمہاری دوستیاں کام آئیں گی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کی گئی عبادتیں اور مالی قربانیاں کام آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا جماعت پر بڑا احسان ہے کہ احمدیوں نے اس پیغام کو سمجھا ہے۔ مالی قربانیوں کے بوجھ بعض دفعہ اتنے زیادہ ہو جاتے ہیں کہ احساس ہوتا ہے کہ بہت بڑھ گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کی ایک بہت بڑی تعداد جن کو قربانی کی عادت پڑ چکی ہے وہ قربانی کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ مسجد بنائی تو بعض نے اس میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ایک شخص کو مَیں جانتا ہوں جو عارضی طور پر یہاں آیا ہوا تھا، اس کے پاس جو کچھ بھی تھا اس نے اس مسجد کی تعمیر کے لئے دے دیا اور مجھے اس سے کہنا پڑا کہ نفس کا بھی حق ہے، اس کو بھی ادا کرنا چاہئے۔

پھر تحریک جدید کا سال جن کو پتہ ہے کہ 31/اکتوبر کو ختم ہوتا ہے تو اس دن سے تیار ہو کر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں کہ کب خطبہ آئے اور مَیں نئے سال کا اعلان کروں تو ہم اپنا چندہ دیں یا وعدہ لکھوائیں۔ مَیں جانتا ہوں کہ ایسے بھی ہیں جو رقم جمع کر کے بیٹھے ہوتے ہیں کہ جب اعلان ہو تو فوری طور پر اپنے وعدے کے ساتھ ادائیگی بھی کر دیں۔ خدا تعالیٰ سے ادھار نہیں رکھتے۔ ایسے بھی ہیں جو یہ سوچ رکھتے ہیں کہ

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اگر قرض لے کر اپنی ضروریات پوری کی جاسکتی ہیں تو تحریک جدید کا وعدہ اور دوسرے چندے کیوں ادا نہیں کئے جاسکتے۔ حالانکہ نفس کا حق ادا کرنا بھی بڑا ضروری ہے۔ لیکن ہر ایک کا اپنے خدا کے ساتھ علیحدہ معاملہ ہے۔ اس لئے باوجود بہت سے لوگوں کے علم ہونے کے کہ ان کی ایسی حالت نہیں ہے، میں ان کو یہ نہیں کہتا کہ چندہ واپس لے لو۔ ان کو توجہ ضرور دلاتا ہوں کہ اپنا اور اپنی بیوی بچوں کا حق بھی ادا کرو۔ تو جواب ان کا یہی ہوتا ہے کہ یہی تو ہم خدا تعالیٰ سے سودا کرتے ہیں بلکہ ایسے لوگوں کی بیویاں بھی بڑھ چڑھ کر قربانی کر رہی ہوتی ہیں اور احمدی عورتیں تو مَیں نے دیکھا ہے کہ ماشاء اللہ مردوں سے مالی قربانی میں زیادہ آگے بڑھی ہوئی ہیں۔ ابھی آپ نے سنا مَیں نے رپورٹ میں بتایا تھا کہ امیر صاحب نے مجھے رپورٹ دی کہ لجنہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔

اسی طرح جرمنی میں جو برلن کی مسجد ہے لجنہ تعمیر کر رہی ہے وہاں بھی لجنہ UK نے تقریباً پونے دو لاکھ پاؤنڈ ادا کئے ہیں۔ برطانیہ میں جو نئی مسجدیں بنانے اور سینٹرز خریدنے کی رَو چلی ہے اس میں بھی مَیں سمجھتا ہوں کہ احمدی عورتوں کا بڑا ہاتھ اور کردار ہے۔ اس کا اظہار کئی میٹنگز میں اور شوریٰ میں احمدی عورتوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ میرے سامنے بھی کئی دفعہ ہو چکا ہے۔ ملاقاتوں میں بھی اظہار کرتی ہیں کہ فوری طور پر مسجد بننی چاہئے کیونکہ یہ ہمارے بچوں کی تربیت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ پس یہ ہے احمدیت کی خوبصورتی۔ یہ ہے وہ انقلاب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں پیدا کیا ہے، ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں میں بھی پیدا کیا ہے اور جب تک کہ یہ روح ان میں قائم رہے گی، ان کی نسلوں میں عبادتوں میں ترقی کرنے والے اور مالی قربانی کرنے والے پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ ان کی نسلیں بڑھ چڑھ کر مالی قربانی کرنے والی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو ہمیشہ ایسی قربانی کرنے والی عورتیں، ایسی قربانی کرنے والے مرد، بچے اور بوڑھے عطا فرماتا چلا جائے، جو دنیا کی دوستیوں اور دنیا کی تجارتوں کی طرف دیکھنے کی بجائے آخرت پر نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہوں اور تقویٰ پر قدم مارنے والے ہوں۔

اب مَیں آخر میں وہ اعداد و شمار پیش کر دیتا ہوں جن میں تحریک جدید کا موازنہ ہوتا ہے کیونکہ اس کا بھی دنیا کو انتظار رہتا ہے۔ تحریک جدید کا 74 واں مالی سال ختم ہوا ہے اور نیا 75 واں سال شروع ہو گیا ہے۔ اور جو رپورٹس آئی ہیں اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجموعی طور پر جماعت کو تحریک جدید میں 41 لاکھ 2 ہزار 792 پاؤنڈ کی مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی اور یہ وصولی گزشتہ سال کی وصولی کے مقابلے پر 5 لاکھ پاؤنڈ زیادہ ہے۔ باوجود اس کے کہ دنیا میں بہت بڑا مالی کرائسز (Crises) آیا ہوا ہے اور عموماً احمدیوں کا مزاج ہر جگہ یہی ہے کہ آخری مہینہ بلکہ آخری دن میں اپنے وعدے پورے کرتے ہیں، سارا سال انتظار کرتے ہیں یا تقسیم کیا ہوتا ہے۔

بہرحال پاکستان دنیا بھر کی جماعتوں میں اس دفعہ بھی مجموعی لحاظ سے پہلے نمبر پر ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے جو پہلی دس جماعتیں ہیں، ان کے بارہ میں بتا دیتا ہوں کہ پاکستان نمبر 1، پھر امریکہ، پھر برطانیہ۔ لیکن امریکہ نمبر 2 تو آ گیا ہے، اس وجہ سے کہ آخر میں جب ہم نے Calculate کیا تو ڈالر کا ریٹ کچھ بہتر ہو گیا تھا لیکن ٹوٹل وصولی ان کی گزشتہ سال سے کم ہے اس لئے امریکہ کو توجہ کرنی چاہئے اور نمبر تین برطانیہ ہے۔ اس سال برطانیہ نے وصولی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے 74 ہزار پاؤنڈز زائد وصولی کی ہے۔ اور پھر نمبر 4 جرمنی ہے، پھر کینیڈا، انڈونیشیا، انڈیا، بیلجیم اور آسٹریلیا آٹھویں نمبر پر ہے۔ نویں نمبر پر سوئٹزرلینڈ (پہلے نکل گیا تھا دوبارہ آ گیا ہے) اور دسویں نمبر پر نائیجیریا اور ماریشس۔

نائیجیریا کی جماعت تحریک جدید میں نمایاں طور پر آگے آئی ہے اور مجموعی طور پر وصولی کے لحاظ سے پہلی دس جماعتوں میں شامل ہو گئی اور اس طرح افریقن ممالک میں نائیجیریا وہ پہلا ملک ہے جو پہلی دس جماعتوں میں آ گیا اور اس نے ایک اچھی مثال قائم کر دی ہے۔ گزشتہ سال سوئٹزرلینڈ جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا نکل گیا تھا اب دوبارہ اپنی پوزیشن پہ آ گیا ہے۔ گھانا، ناروے، فرانس، ہالینڈ اور مڈل ایسٹ کی بعض جماعتیں بھی ادائیگی کے لحاظ سے قابل ذکر ہیں۔ Figure تو نہیں بتاتا لیکن بہرحال انہوں نے ترقی کی ہے۔ مقامی کرنسی میں جن ملکوں نے وصولی کے لحاظ سے نمایاں طور پر آگے قدم بڑھایا ہے، اس میں پاکستان، برطانیہ، کینیڈا، انڈونیشیا، گھانا، سیرالیون، ٹرینیڈاڈ اور سنگاپور شامل ہیں۔

اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے چندہ ادا کرنے والوں کی تعداد بھی پانچ لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے اور گو کہ میرا جو اندازہ تھا اور جو ٹارگٹ میرے ذہن میں ہے اس سے یہ تھوڑی ہے اگر یہ چاہیں اور جماعتیں اگر پوری طرح کوشش کریں خاص طور پر افریقہ کی جماعتیں تو ایک سال میں ہی یہ تعداد تین گنا زیادہ ہو سکتی ہے اور پھر آگے جمپ (Jump) کرتی چلی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس میں تعداد کے لحاظ سے بھی جو اضافہ کرنا ہے، جیسا کہ مَیں نے کہا افریقہ میں نائیجیریا نے سب سے زیادہ اضافہ کیا ہے اور توجہ کی ہے، پھر گھانا نے اضافہ کیا ہے، کینیڈا ہے، ہندوستان ہے، جرمنی ہے، برطانیہ ہے، انڈونیشیا ہے، بینن ہے، نائیجریا ہے اور آئیوری کوسٹ ہے تو پانچ ممالک افریقہ کے شامل ہوئے ہیں اور مزید اگر توجہ دیں تو یہ تعداد بہت بڑھ سکتی ہے۔ جو سب سے پہلا دفتر شروع ہوا تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تحریک کا اجراء فرمایا تھا وہ دفتر اوّل کہلاتا ہے جس کے 19 سال تھے، اور اس میں جو مرحومین ہیں ان کے کھاتے زندہ کرنے کے لئے بھی کہا گیا تھا تو یہ تقریباً تمام کھاتے 3 ہزار 851 زندہ کر دیئے گئے ہیں۔ کچھ تو انہوں نے خود ہی ان کے ورثاء نے، عزیزوں نے جاری کئے تھے، باقی جو تھے وہ مرکزی طور پر بعض نے یہاں یورپ سے رقوم بھیجیں ان سے 272 کھاتے پورے کر دیئے گئے۔

پاکستان کی رپورٹ بھی پیش کی جاتی ہے اس میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے 3 بڑی جماعتوں میں اوّل لاہور، دوم ربوہ اور سوم کراچی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ کے رہنے والوں نے اپنی مجموعی وصولی کے لحاظ سے جو فیصد اضافہ ہے وہ بہت زیادہ کیا ہے۔ اگر وصولی کے لحاظ سے دیکھا جائے نمبر 1 پہ ربوہ، نمبر 2 پہ کراچی اور نمبر 3 پہ لاہور چلا گیا ہے۔

وصولی کے لحاظ سے پاکستان کی جو باقی پہلے دس نمبر کی جماعتیں ہیں، وہ ہیں راولپنڈی، اسلام آباد، سیالکوٹ، ملتان، کوئٹہ، شیخوپورہ، اوکاڑہ، حیدرآباد، بہاولپور، ساہیوال۔

اور ضلعوں میں پہلے دس اضلاع ہیں، سیالکوٹ، میرپور خاص، گوجرانوالہ، فیصل آباد، سرگودھا، گجرات، بہاولنگر، نارووال، میرپور آزاد کشمیر، پشاور اور بدین۔

پھر جنہوں نے اپنی وصولیوں میں نمایاں پیشرفت کی ہے ان میں سانگھڑ، واہ کینٹ، کنری، کھوکھر غربی (یہ چھوٹی جماعتیں ہیں) 166 مراد، ندیم آباد، بشیر آباد، گھٹیالیاں خورد، صابن دستی۔

انگلستان کی جو پہلی بڑی دس مجالس ہیں انہوں نے اس دفعہ یہ کیا ہے کہ بڑی اور چھوٹی علیحدہ کر دی ہیں۔ کیونکہ چھوٹی جو تھیں وہ بڑی سے آگے نکل جاتی تھیں۔ شاید شکوے کو دور کرنے کے لئے لیکن وصولی کے لحاظ سے بہرحال چاہے اس کو چھوٹی کہیں یا بڑی سکنتھورپ آگے ہی ہے۔ حلقہ مسجد فضل نمبر 1 پہ ہے، ووسٹر پارک نمبر 2 پہ، ویسٹ ہل 3 پہ، ٹوٹنگ 4 پہ، سٹن 5 پہ، نیو مالڈن 6 پہ، بریڈفورڈ نارتھ اینڈ ساؤتھ ساتویں نمبر پہ۔ (شکر ہے کچھ آگے پوزیشن آ رہی ہے)۔ مانچسٹر آٹھ پہ، جلنگھم 9 پہ اور 10 نمبر پہ انرز پارک۔ اور چھوٹی جماعتیں جو انہوں نے لی ہیں ان میں سکنتھورپ نمبر 1 پہ، وولورہیمپٹن نمبر 2 پہ، برسٹل 3، سپین ویلی 4، لمنگٹن سپا 5، بورنمتھ 6، نارتھ ویلز 7، ووکنگ 8، کیتھلے 9، ڈیون اور کارنوال 10 نمبر پہ۔

امریکہ میں سیلیکون ویلی نمبر 1 پہ، شکاگو ویسٹ نمبر 2 پہ، ناردرن ورجینیا نمبر 3 پہ، ڈیٹرائیٹ نمبر 4 پہ اور کینیڈا کی جو تین جماعتیں ہیں کیلگری نارتھ ایسٹ پہلے نمبر پہ، کیلگری نارتھ ویسٹ 2 پہ، اور پیس ویلج نمبر 3 پہ۔ میرا تو خیال تھا کہ پیس ویلج نمبر 1 پہ آئے گا۔

بہرحال اللہ تعالیٰ ان سب مالی قربانی کرنے والوں کو جزا دے، ان کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے اور آئندہ بھی یہ اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے مالی قربانی کی روح کو قائم کرتے ہوئے قربانیاں کرتے چلے جانے والے ہوں اور اپنی عباداتوں کے معیار بڑھاتے چلے جانے والے ہوں۔

دارُالاماں میں آ

کچھ شوق زندگی ہے تو پھر قادیاں میں آ
غم سے نجات پانے کو دارالاماں میں آ
یہ آستان بشیر و نذیرِ جہاں کا ہے
تو اے عزیز سایۂ نورِ جہاں میں آ
دنیا میں آج کل ہیں بلا ہائے بے شمار
ناداں! پناہِ ضامنِ امن و اماں میں آ

(حضرت ذوالفقار علی خان گوہرؓ)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

بقیہ:مصالح العرب از صفحہ نمبر 4

گیااور لوگوں کے سامنے تحقیقات شروع ہوئی۔جب ہمارے خلاف مبالغہ آمیز اور جھوٹی شہادتیں ہوئیں تو حاضرین میں سے ہی دو عرب بول اٹھے اورقاضی اور حاضرین کومخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم لوگ عیسیٰ کوآسمان پرزندہ مانتے ہوجورسول اللہ ﷺ کی ہتک ہے۔واقعی آپ لوگوں کے پیچھے نماز جائزنہیں۔

اوائل 1952ء کا واقعہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے ذریعہ سے قید خانہ میں دس آدمی بیعت کرکے حلقہ بگوش احمدیت ہوئے جو بیعت کے دوسرے روز ہی رہا ہوگئے۔

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے عید الفطر کے موقعہ پر مسلمانان حبشہ کے سامنے حضرت مسیح موعودؑ کی آمد اور حضور کے نشانات پرلیکچر دیا، نیز بتایا کہ اس علاقہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا نشان ظاہر کیا ہے۔پانچ آدمیوں کوجن میں عرب اورحبشی مسلمان شامل ہیں خوابوں میں دکھایا کہ مسیح ومہدی ہندوستان کی زمین میں ظاہر ہوگیا ہے۔ان لوگوں کے نام جنہیں خوابیں آئی ہیں یہ ہیں:

(1) الشیخ عمرحسین سوڈانی حبشی عربی کے اچھے عالم ہیں۔(2) علی حکیم عبدہ نوجوان حبشی مسلمان نہایت مخلص عربی کے عالم اورتاجر ہیں۔(3)السید حسین الحراضی عرب تاجر ہیں۔(4)السعید اسماعیل موٹرڈرائیور۔(5) سراج عبداللہ۔

خوابیں مختلف اوقات میں مختلف رنگوں میں آئیں۔ مثلاً کثرت سے لوگ خوشیاں منارہے ہیں۔باغ اور وسیع زرخیز زمین ہے۔عیسائی اورمسلمان ہردو کہہ رہے ہیں کہ الحمدللہ ہماری زندگی میں مسیح ومہدی ظاہر ہوگیا۔ایک نے دیکھا کہ بادشاہ سلامت ہیلی سلاسی کا دربار ہے اور وسیع میدان میں کثرت سے لوگ جمع ہیں۔مَیں دوسفید گھوڑوں کی گاڑی پرسوار ہوں اور کہہ رہا ہوں:

ظَهَرَ الْمَهْدِی ، ظَهَرَ الْمَهْدِی، مَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُر۔

حبشہ میں ''ڈبرا برہان'' کے شہر کے ایک لڑکے رضوان عبداللہ احمدی کومَیں نے واقف زندگی کے طور پر ربوہ تعلیم کے لئے ہوائی جہاز پر بھیجاجو ربوہ میں تعلیمی اورعربی دینی ماحول میں بہت مقبول ہو گئے۔لیکن بدقسمتی سے دوتین سال تعلیم جامعہ احمدیہ میں حاصل کرتے ہوئے دریائے چناب میں لڑکوں کے ساتھ وضو کرتے ہوئے پاؤں پھسل جانے سے غرقآب ہو کرشہید ہوئے۔مقبرہ بہشتی ربوہ میں ان کی قبر موجود ہے۔

ایک رمضان میں'' ڈبرا برہان'' شہر کی جامع مسجد میں جاکر میں نے تبلیغ شروع کردی۔سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ساری مسجد بھر گئی۔وہاں کے عربی ملّاں نے لوگوں کواکسایا اور خاکسار پرحملہ کیا گیااور یکدم دوگروہ بن گئے۔ ایک گروہ میری تائید میں اور دوسرا میرے بالمقابل۔آخر مجھے مسجد میں سے نکلنا پڑا۔قتل قتل کے نعرے لگے۔ بازار تک مجھے دھکیلتے ہوئے لے گئے۔عربی میں آوازے کستے رہے کہ آج اس ہندی قادیانی کا خاتمہ اور خون بہادیا جائے گا۔ساری رات میرے ایک دوست کے مکان میں مجھے پناہ لینے پرمجبور کیا گیا تھا،گھیرے میں رکھا گیا۔دوسرے روز میں مصلحۃً لباس بدل کر واپس سٹیشن پر پہنچا اورٹکٹ لے کر واپس اپنی ڈیوٹی پر'' ڈبرا برہان'' پہنچ گیا۔مَیں اپنے گھر بتا کر گیا تھا کہ چندروز موجب ارشاد حضرت صاحب تبلیغ کے لئے بیرونی مقام پرجاتا ہوں جو مخالفت کا گڑھ ہے وہاں قتل بھی کردیا کرتے ہیں۔اگرمَیں وہاں خدانخواستہ قتل بھی ہوگیا تو تم کواللہ تعالیٰ ہاجرہ جیسی عزت قرب الٰہی میں بخشے گا۔گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔

(ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ بھی اس وقت ان کے ساتھ اسی علاقے میں مقیم تھیں۔)

9 سال بعد حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے کارڈ لکھا کہ صرف ایک ماہ کیلئے پاکستان چھٹی پرتم کوآنے کی اجازت ہے۔سوفروری 1953ء میں خاکسار پہلی بار ربوہ آیا۔حضور نے فرمایا واپس ایسے سینیا جاؤ۔ شاہ حبشہ کو ہمارا لٹریچر پہنچے گا،تم اسے پہنچانے کا بندوبست کرنا۔جولائی میں وہاں کے پادریوں نے شکایات کیں کہ احمدیت کا نفوذ بڑھ رہا ہے،اس ڈاکٹر کوملک سے باہرنکال دیا جائے۔سو مجھے حضرت امیرالمؤمنین نے تار دی کہ نیروبی چلے جاؤ۔ خاکسار1953ء میں نیروبی پہنچا اور1960ء میں وہاں سے ولایت مزید تعلیم کے لئے چلا گیا جس کے حصول کے بعد کامیاب ہوکر جلسہ سالانہ قادیان وربوہ1962ء میں پہنچا۔

(ماخوذ از الفضل9 /اکتوبر1935ء، 12/ جنوری 1946ء ، 6/ مئی1953ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد7 صفحہ261 تا 267)

❁❁❁❁❁❁❁❁

مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کی تقریباً 17 سال پر محیط عرب علاقوں میں خدمات کے مختصر بیان کے بعد ہم اس عرصہ میں عربوں میں دیگر مقامات پر رونما ہونے والے جماعت کی تبلیغ اور تعلقات کے واقعات کی طرف لوٹتے ہیں۔

ذیل میں دو ایسے ایمان افروز واقعات درج کئے جاتے ہیں جن کی تاریخ اور سال کی تعین نہیں ہوسکی تاہم اندازہ ہے کہ قریباً اسی عرصہ میں رونما ہوئے ہوں گے جس کے حالات کا ہم تذکرہ کررہے ہیں۔

عرب صاحب پرگھڑوں پانی پڑگیا

محترم میاں محمد صدیق بانی صاحب وہ عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے مسجد اقصیٰ ربوہ کی تعمیر کے جملہ اخراجات ادا کرنے کا وعدہ کیا جن کا تخمینہ اس وقت تین لاکھ لگایا گیالیکن مسجد کی تعمیر تک یہ تخمینہ پندرہ لاکھ ہو چکا تھا تاہم آپ نے یہ خرچ پوری بشاشت قلبی کے ساتھ ادا کیا۔آپ نے19، 20 سال کی عمر میں بیعت کی توشدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔آپ کے والدین آپ کو پہلے مولوی ابراہیم سیالکوٹی اور پھر مولوی ثناء اللہ امرتسری جیسے اشد مخالفین کے پاس بھی لے گئے مگر باوجود کم سنی کے آپ نے ان کے دانت کھٹے کر دیئے۔تب آپ کی والدہ نے آپ کو چنیوٹ میں مقیم ایک عرب عالم دین کے پاس لے جانے کا ارادہ کیا۔ اس کا حال میاں محمد صدیق صاحب خود بیان فرماتے ہیں:

''ایک رات بعد نماز تراویح ان کے ہاں جانے کا پروگرام بنا اور میری رضاعی والدہ نے عرب صاحب کواس سے اطلاع دی۔ والدہ صاحبہ کی خواہش کے مطابق میں وہاں گیا۔والدہ صاحبہ اورتقریباً بیس قریبی مستورات ہمراہ تھیں۔عرب صاحب کے مکان کے قریب پہنچنے پر یہ دیکھ کر میری حیرانی کی حد نہ رہی کہ ان کے مکان کے عین سامنے وسیع میدان میں دریاں بچھی ہوئی ہیں گیس کے لیمپ روشن ہیں ۔ درمیان میں ایک میز اوردو کرسیاں رکھی ہوئی ہیں۔گویا عرب صاحب نے ایک عظیم الشان جلسہ کا اہتمام کررکھا ہے۔ پہلے تومَیں گھبرا سا گیا مگر پھر دل قوی کر کے آگے بڑھا۔ مستورات مکان کی چھت پر اور مَیں عرب صاحب کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ دریوں پرکوئی دو صد افراد براجمان تھے جن میں سے اکثر اسی محلّہ کے اور عرب صاحب کے عقیدتمند تھے۔''

عرب صاحب نے جواُردو روانی سے بول سکتے تھے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کیوں احمدی ہوئے ہیں؟ آپ نے کہا حضرت رسول کریم ﷺ کے ذریعہ آٹھویں پارے میں بنی آدم کومطلع کیا گیا ہے کہ تمہارے اندرضرورتم میں سے رسول آئیں گے جو میری آیات تمہارے پاس بیان کریں گے۔ جوشخص تقویٰ سے کام لیتا ہوا اپنی اصلاح کرے گا اسے کوئی خوف اورغم نہ ہوگا۔اس حکم کی تعمیل میں مَیں نے اس زمانہ کے مامور کی بیعت کی ہے۔عرب صاحب نے جواب میں کہا: ابتداء میں بنی آدم کواللہ تعالیٰ نے جوحکم دیا تھا یہاں اسے بیان کیا گیا ہے۔آپ نے عرض کیا کہ یہاں کئی بار لفظ ''قُل'' دہرایا گیا ہے جس کا مطلب صاف ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ اپنے زمانہ کے اور بعد کے بنی آدم سے یہ بات کہہ دیں۔عرب صاحب نے کہا کہ اس مقام پر''قُل'' کا لفظ نہیں ہے۔اس پرآپ نے مجمع کومخاطب کر کے کہا اگر یہاں کوئی حافظ ہوں تو کھڑے ہوکر اس مقام کوتلاوت کریں۔فی الفور دوتین حافظ کھڑے ہوگئے۔ان میں سے ایک کو جو حافظ ''چھا'' کے نام سے معروف تھے موقعہ دیا گیا۔ان آیات میں پانچ بار''قُل'' کا لفظ آیا ہے انہوں نے آیات پڑھنی شروع کیں۔سوجتنی بار''قُل'' کا لفظ آیا آپ گنواتے چلے گئے۔ایک۔ دو۔تین۔ چار۔ پانچ۔ تو عرب پر گویا گھڑوں پانی پڑ گیا۔اور ان کے معتقدین نے بہت شرمندگی محسوس کی۔ اس کے بعداس مجمع کا کیا حشر ہوا یہ بھی ایک دلچسپ کہانی ہے۔آپ فرماتے ہیں:

''ایک کونے سے کسی شریر نے عرب صاحب پر آوازے کسے اور کہا کہ میرزائی لڑکے نے ہم سب کوشرمندہ کردیا ہے۔وغیرہ وغیرہ۔اس پرعرب صاحب تو اپنے گھر کے اندر چلے گئے اوران کے مرید جوش میں آگئے اوراس شریر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ تو تکار اور دنگہ فساد ہونے لگا۔یہ دیکھ کرمَیں اپنے ساتھ کی مستورات سمیت وہاں سے چلا آیا۔بفضلہ تعالیٰ مجھے کامیابی بھی حاصل ہوئی اورمیں کسی نقصان سے بھی محفوظ رہا۔''

(ملخص از تابعین اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 38-39، بحوالہ درویشان احمدیت از مولوی فضل الٰہی انوری جلد دوم صفحہ79 تا81)

قادرخدا کی قدرتوں کے نظارے

الحاج عبدالکریم صاحب احمدی(اے۔کے۔احمدی) برٹش آرمی میں ملازم تھے اوراسی ملازمت کے سلسلہ میں ان کی تقرری مصر میں ہوئی۔ جہاں انہوں نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور کئی مصری احمدیت میں داخل ہوگئے جن میں ایک مشہور مصری احمدی السید علی حسن صاحب بھی ہیں۔یہ وہ زمانہ تھا جب عیسائی مشنری برٹش گورنمنٹ کے بعض عناصر کی سرپرستی اورحمایت حاصل کرکے اسلام کے خلاف برسر پیکار تھے اور کئی سادہ لوح مسلمانوں کوعیسائیت کی زد میں لانے میں کامیاب ہورہے تھے۔ پہلے مولانا جلال الدین صاحب شمس اورمولانا ابوالعطاء کی مساعی کے ضمن میں مصر میں کئی امریکن مشن کے پادریوں کے ساتھ مناظروں کا تذکرہ ہوا ہے جو لمبے عرصہ سے مصر میں مقیم ہونے کی وجہ سے روانی سے عربی زبان بولتے تھے اورعیسائیت کی تبلیغ کا کام زورشور سے چلارہے تھے۔

ایسے ہی امریکن مشن کے ایک 75 سالہ بوڑھے پادری کی کوششوں کی وجہ سے پندرہ بیس قبطی مسلمان عیسائیت قبول کرنے کے لئے تیار ہوگئے اوربپتسمہ لینے ہی والے تھے کہ الحاج عبدالکریم صاحب احمدی کی اس پادری کے ساتھ مختلف امور پرگفتگو ہوگئی۔اس گفتگو میں ان کی کامیابی کی وجہ سے یہ پندرہ بیس قبطی مصری مسلمان عیسائی ہونے سے بچ گئے اورحضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس غلام کی کوشش نے ان مسلمانوں کوواپس محمد مصطفیٰ ﷺ کی گود میں ڈال دیا۔اپنی اس ناکامی کا بدلہ لینے کے لئے اس عیسائی پادری نے اے کے احمدی صاحب کا پیچھا کیا اور جس سیکشن میں یہ بطور ہیڈ کلرک کام کرتے تھے اس کے افسر انچارج کپتان رائٹ سے مل کر اسے اکسایا اوراس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ احمدی صاحب کوسزا دلوا کر ہندوستان بھجوا دے کیونکہ یہاں مصر میں وہ ان کی تبلیغ میں روک بن رہا ہے۔اس کپتان نے پادری کی بات پریوں عمل کیا کہ آپ فرماتے ہیں:

''کپتان رائٹ نے مجھے بلانے کے لئے گھنٹی بجائی، میرا کمرہ ان کے کمرے سے کچھ فاصلے پرتھا۔مَیں ابھی اپنے کاغذات تیار کرکے چپڑاسی کودے ہی رہا تھا کہ کپتان نے گھنٹی بجا کر ایک دوسرے ہیڈ کلرک کو بلا لیا جس کا کمرہ اس کے کمرہ کے بالکل قریب تھا۔چنانچہ مَیں راستے سے ہی واپس چلا گیا۔اس پر کپتان موصوف نے میرے خلاف شکایت کر دی اور مجھے وارننگ دے دی گئی۔ اس طرح اوپر نیچے تین دفعہ شکایت کرکے کپتان نے مجھے تنبیہ دلوائی اورپھرایک دن سفارش کی کہ میرا کورٹ مارشل کیا جائے۔ جس پر مجھے نظر بند کردیا گیا۔جو چارج شیٹ مجھے دی گئی اس میں یہ درج تھا کہ مَیں نے کپتان رائٹ کی چاردفعہ حکم عدولی کی ہے اور یہ کہ مَیں فلاں تاریخ کو حاضر ہوکر اپنی صفائی پیش کروں......۔جس روز فیصلہ ہونا تھا اس سے ایک دن قبل کپتان رائٹ نے دفتر میں اعلان کر دیا کہ کل مسٹر احمدی کو چھ ماہ کی سزا ہو جائے گی۔ بلکہ ایک مصری احمدی دوست السید علی حسن جب میس(Mess) میں کھانا کھانے گئے توبعض مخالف ہیڈ کلرکوں نے انہیں یہاں تک طعنہ دیا کہ کل تمہارے مولوی کو آئی ایم ایس ایم India Meritorious service Medal تمغہ ملے گا۔(یہ تمغہ حسن کارکردگی کی بناء پرملتا تھا)۔السید علی حسن اسی وقت اٹھ کرمیرے پاس پہنچے اور بتانے لگے کہ مخالفین یوں طنزیں کررہے ہیں۔مَیں نے ان سے اسی وقت کہہ دیا کہ آپ میس میں جا کر اعلان کردیں کہ میرا خدا قادر ہے کہ مجھے ان مخالف حالات کے باوجود آئی ایم ایس ایم کا تمغہ دلادے۔''

جب السید علی حسن نے وہاں جا کر یہ اعلان کیا تو مخالفین قہقہہ مار کرہنسے اور کہنے لگے کہ یہ توجیل میں جارہا ہے اور خوابیں تمغے کی دیکھ رہا ہے۔احمدی صاحب فرماتے ہیں کہ:

''وہ ساری رات مَیں نے جاگ کر دعاؤں اور نوافل میں گزاری۔اگلے دن فوجی عدالت میں میری پیشی تھی۔ کپتان رائٹ بھی مدعی کی حیثیت سے کمرہ عدالت میں موجود تھا۔جب عدالت کے جج نے مجھے بلا کر اپنی صفائی پیش کرنے کیلئے کہا تومَیں نے وہ سارا قصہ جواصل حقیقت تھابیان کردیا۔جج نے گواہ پیش کرنے کے لئے کہا تومَیں نے عرض کیا کہ افسر انچارج کے خلاف کون گواہی دے گا۔اس پرجج کہنے لگا: تو پھرمَیں تجھے مجرم قرار دیتا ہوں۔ابھی وہ اس سے آگے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جنرل شوٹ (جو ہماری کمپنی کے کمانڈر تھے) کا فون آگیا۔اس نے جج سے دریافت کیا کیا کوئی مقدمہ مسٹر احمدی کے خلاف چل رہا ہے؟ جج نے جواب دیا: ہاں حضور، اورمَیں ابھی اس کا فیصلہ سنانے والا ہوں۔اس پر جنرل شوٹ نے کہا: تم فیصلہ مت سناؤ بلکہ مقدمہ کے جملہ کاغذات لے کر میرے پاس آجاؤ۔ یہ سن کرجج نے اسی وقت کاغذات لئے

اور جنرل شوٹ کے پاس چلا گیا۔''

ادھر خدا نے تو جج کو فیصلہ سنانے سے روک دیا مگر کپتان رائٹ اپنی ناپاک سازش کی کامیابی پر ابھی تک ایسا مطمئن تھا کہ احمدی صاحب کو کہنے لگا: مسٹر احمدی ہمارا اچھا وقت گزر رہا ہے۔ افسوس ہے کہ اب تم جیل جا رہے ہو۔ اس کی یہ بات سن کر احمدی صاحب کے منہ سے آناً فاناً یہ الفاظ نکلے:

Mr. Wright, you are wrong! you are nothing but a dead worm on the face of the earth. I trust my God who is the living God. He shall elevate my end degrade you.

یعنی مسٹر رائٹ تم غلط سمجھے ہو۔ تمہاری حیثیت زمین کے اوپر ایک مرے ہوئے کیڑے سے زیادہ نہیں ہے۔ جہاں تک میرا سوال ہے تو میرا بھروسہ اپنے خدا پر ہے جو زندہ خدا ہے وہ مجھے ترقی بخشے گا اور تمہیں تنزّل کا نشانہ بنائے گا۔

''ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ جج کاغذات سمیت واپس پہنچ گیا اور ہمیں مخاطب ہو کر بولا تم دونوں کو جنرل صاحب بلا رہے ہیں۔ جب ہم جنرل شوٹ کے دفتر میں پہنچے تو پہلے انہوں نے مجھے بلایا، عزت سے کرسی پر بٹھایا اور کہنے لگے: کیا تم بریگیڈیئر کڈ کو جانتے ہو؟ مَیں نے کہا جناب مَیں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ بولے: ان کا تار آیا ہے وہ آپ کو اپنے بریگیڈ میں چیف کلرک کی آسامی پر رکھنے کے لئے طلب کر رہے ہیں۔ ایک سو روپیہ ماہوار بطور الاؤنس زیادہ ملے گا۔ کیا آپ جانے کیلئے تیار ہیں؟ مَیں نے جواب دیا: جی ہاں کیوں نہیں مَیں بالکل تیار ہوں۔''

اب سنئے کہ کپتان رائٹ کے ساتھ کیا ہوا۔

جنرل شوٹ ان سے اس طرح مخاطب ہوئے:

جنرل: تم کون ہو؟

رائٹ: رائٹ سر۔

جنرل: تم رائٹ (یعنی درست) نہیں ہو۔ تم نے پادریوں کے کہنے پر مسٹر احمدی کے خلاف جھوٹا مقدمہ کھڑا کیا ہے اور جج سے کہا ہے کہ اسے چھ ماہ کی قید ضرور دے دو۔ کیا تم نے سٹاف کا امتحان پاس کیا ہے؟

رائٹ: جی ہاں۔

جنرل: مَیں تمہارے اس امتحان کو منسوخ کرتا ہوں اور تمہارا ماہوار الاؤنس بند کرتا ہوں اور تمہیں دفتر کی بجائے محاذ پر بھیجتا ہوں۔

''ادھر جب مَیں اپنی ترقی کا پروانہ لے کر اور کپتان رائٹ اپنی تنزلی کے آرڈر لے کر دونوں باہر نکلے تو دفتر کے ملازمین ہماری طرف دوڑے اور پوچھنے لگے کہ کیا فیصلہ ہوا ہے۔ میرے بتانے پر کہ مَیں ہیڈ کلرک سے چیف کلرک بن گیا ہوں اور مجھے سو روپیہ الاؤنس بھی زیادہ ملے گا وہ بڑے حیران ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ میرا دماغی توازن بگڑ گیا ہے۔ کیونکہ وہ تو میرے منہ سے چھ ماہ کی قید کی خبر سننے کے منتظر تھے۔ دوسری طرف کپتان رائٹ اور تو کچھ نہ کر سکا اس نے اپنا غصہ نکالنے اور مجھے نقصان پہنچانے کی نیت سے یہ کیا کہ جہاں مَیں جا رہا تھا وہاں کے بریگیڈ میجر کو لکھ دیا کہ مسٹر احمدی عیسائیت کا دشمن ہے اور میری تنزلی کا باعث ہوا ہے اسے ہرگز چیف کلرک کی آسامی پر نہ رکھا جائے...... بریگیڈیئر موصوف نے وہ خط پڑھتے ہی یہ کہہ کر پھاڑ دیا کہ مَیں مسٹر احمدی کو جانتا ہوں اور پھر مجھے چیف کلرکی کے عہدے کا چارج دے دیا۔ مَیں نے جب انہیں اپنے مقدمہ کا حال سنایا اور بتایا کہ کس طرح عین وقت پر ان کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے مجھے نہ صرف ذلت سے بچا لیا بلکہ سروس میں بھی ترقی بخشی تو وہ بہت خوش ہوئے۔ مَیں نے انہیں مزید کہا چونکہ آپ اس اعتبار سے خدا تعالیٰ کے اس نشان کا حصہ ہیں اس لئے مَیں تہجد کی نماز میں چالیس روز تک آپ کی ترقی کے لئے دعا کروں گا۔ ......خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ میرے اس چالیس روزہ دعا کے اختتام پر ابھی پانچ دن اوپر ہوئے تھے کہ آرمی گزٹ میں یہ اعلان ہوا کہ بریگیڈیئر کڈ کو D.S.O یعنی (Distinguished Order Service) کا اعزاز دیا گیا ہے۔ جب مَیں انہیں اس اعزاز پر مبارک باد دینے گیا تو وہ کہنے لگے: ''مسٹر احمدی یہ تمہاری چالیس روزہ دعا کا نتیجہ ہے''۔

دوسرا خدا تعالیٰ کا فضل بلکہ اس کا معجزانہ تصرف یہ ہوا کہ اس واقعہ پر چند روز ہی گزرے تھے کہ ایک اور گزٹ خود آپ کے متعلق شائع ہوا جو یہ تھا کہ: ''مسٹر احمدی کو کمانڈر انچیف کی طرف سے آئی ایس ایم کا تمغہ عطا کیا گیا ہے۔''

آپ کو بعد میں پتہ چلا کہ بریگیڈیئر کڈ نے اپنی طرف سے اور یقیناً خدائی تصرف کے ماتحت آپ کے بارہ میں حسن کارکردگی کی رپورٹ کرتے ہوئے اس تمغہ کے لئے سفارش کی تھی۔

الحاج احمدی صاحب کہتے ہیں کہ: ''تحدیث نعمت کے طور پر مخالفین کو خدا تعالیٰ کی قدرت اور غیرت کا تماشا دکھانے کے لئے مَیں تمغہ ملنے کے بعد چند روز کی رخصت لے کر اپنے پہلے دفتر میں گیا اور اپنے احمدی دوست السید علی حسن کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے ان مخالف کلرکوں کے دفتروں میں گھوما تا کہ وہ خدا تعالیٰ کے اس نشان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔''

(ملخص از برہان ہدایت تالیف مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر بحوالہ درویشان احمدیت از مولوی فضل الٰہی انوری صاحب جلد2 صفحہ172 تا179)

اس واقعہ کو پڑھ کر دل خدا کی حمد کے جذبات سے معمور ہو جاتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح پاک کے منہ سے نکلے ہوئے مندرجہ ذیل کلمات آپؑ کے خادموں کے حق میں بھی حرف بحرف پورے فرمائے، آپؑ نے خدائی وعدوں کی بناء پر فرمایا تھا:

خدا رسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنے والی ہے

(باقی آئندہ)

✡✡✡✡✡✡

خلافت جوبلی دعائیہ پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدسالہ خلافت جوبلی کی کامیابی کے لئے احباب جماعت کو نوافل، روزوں اور دعاؤں کا پروگرام دیا ہوا ہے۔ احباب سے گزارش ہے کہ اس پروگرام کو پابندی سے جاری رکھیں اور ایک دوسرے کو بھی تلقین کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافت کے بابرکت سایہ کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

نماز جنازہ حاضر

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 21؍اکتوبر 2008ء قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ شمیم مرزا صاحبہ (اہلیہ مکرم منصور بیگ مرزا صاحب سیکرٹری مال۔ ہونسلو)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ 18؍اکتوبر کو 53 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ لوکل جماعت میں محصل کی خدمت بجا لا رہی تھیں۔ نہایت نیک، ملنسار اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم بشارت احمد صاحب درویش (آف کوئٹہ حال کینیڈا)

مرحوم یکم دسمبر 2006ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کے دادا مکرم حیات محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ کے والد مکرم خوشی محمد صاحب، حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے باڈی گارڈ رہ چکے ہیں۔ آپ کا جماعت کے ساتھ بہت ہی اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ بے نفس، دعا گو اور فدائی احمدی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور سات بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم فرحت ناصر صاحب جماعت کینیڈا میں ریجنل امیر کی حیثیت سے خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

(2) مکرم رانا عبد الماجد خان صاحب (آف دارالعلوم غربی ربوہ)

مرحوم 22؍ستمبر 2008 کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم حضرت غلام قادر خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ نہایت مخلص، وفاشعار، غریبوں کے ہمدرد اور خلافت سے بے انتہا محبت رکھنے والے نیک انسان تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم خالد احمد صاحب ماسکو میں بطور مربی سلسلہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

(3) مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم حبیب الرحمان صاحب آف ربوہ)

مرحومہ 11؍اگست 2008 کو 97 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت چوہدری نواب خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ جماعت کے ساتھ اخلاص کا تعلق رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ آپ نے بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے میں اپنی زندگی صرف کی اور ہمیشہ لجنہ کے کاموں میں بھرپور حصہ لیتی رہیں۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے 1/8 حصہ کی موصیہ تھیں۔ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، مہمان نواز اور بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ آپ مکرم عبدالحفیظ شاہد صاحب (مربی سلسلہ۔ وکالت اشاعت لندن) کی تائی تھیں۔

(4) مکرم میاں عبد الحلیم صادق صاحب (ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج آف سرگودھا حال کینیڈا)

مرحوم 20؍ستمبر 2008 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم موصی تھے۔ مرحوم نہایت مخلص اور نڈر احمدی تھے۔ بحیثیت سیشن جج تمام فیصلے بغیر کسی دباؤ کے ہمیشہ سچائی اور انصاف کے ساتھ کرتے رہے۔ مظلوم احمدیوں کی دادرسی اور اسیرانِ راہ مولیٰ کی رہائی میں بھی حتی المقدور خدمت کی توفیق پائی۔ نہایت زیرک، معاملہ فہم اور اچھا اثر و رسوخ رکھنے والے ہمدرد انسان تھے۔ پسماندگان میں 5 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(5) مکرمہ خدیجہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر۔ ربوہ)

مرحومہ 10؍اکتوبر 2008ء کو لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی عمر 86 سال تھی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ اللہ کے فضل سے بہت نیک، پابند صوم وصلوۃ اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص احمدی خاتون تھیں۔ قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے میں نمایاں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم منصور احمد صاحب ناصر مربی کے طور پر جماعت میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(6) مکرم زاہد سعید ملک صاحب (ابن مکرم میجر سعید احمد ملک صاحب آف ورجینیا۔ امریکہ)

مرحوم 30؍اگست 2008ء کو بعارضہ برین ٹیومر وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے بیماری کا لمبا عرصہ بڑے صبر و تحمل سے گزارا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک پندرہ سالہ بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔

(7) مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب (پروفیسر کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور)

مرحوم 18؍ستمبر 2008 کو 63 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نہایت محنتی، دیانتدار اور اپنی ڈیوٹی کو پوری تندہی سے نبھانے والے نیک انسان تھے۔

(8) مکرم صباح الھدیٰ صاحب (ابن مکرم چوہدری الیاس احمد صاحب۔ مانٹریال کینیڈا)

مرحوم 26؍اگست 2007 کو موٹر سائیکل کے حادثہ کے نتیجہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کی عمر 23 سال تھی۔ نہایت مخلص اور جماعت سے صدق و وفا کا تعلق رکھنے والے نوجوان تھے۔

(9) مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم سعید احمد اعجاز صاحب مرحوم۔ لاہور)

مرحومہ 30؍جون 2008 کو 88 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ احمدیت سے خاص لگاؤ رکھتی تھیں۔ ایک معجزہ کو دیکھ کر خود بیعت کی سعادت پائی۔ تمام خاندان کی مخالفت کے باوجود مرتے دم تک مخلص احمدی رہیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں بلند مقامات عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور خود اُن کا نگہبان ہو۔ آمین۔

✡✡✡✡✡

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمدؒ اور تحریک جدید

(محمد مقصود احمد منیب ۔ ربوہ)

تحریک جدید کا تعارف

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلے سال ہی تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان فرماتے ہوئے اس تحریک کا تعارف اور پس منظر بیان کرتے ہوئے ولولہ انگیز الفاظ میں فرمایا کہ:

’’تحریک جدید کے آغاز کو آج اڑتالیس سال گزر چکے ہیں اور اب ہم اُنچاسویں سال میں داخل ہو رہے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1934ء میں سب سے پہلے قادیان میں اس تحریک کا آغاز فرمایا۔ یہ وہ دن تھے جب ابھی فضا میں احرار کے ان دعووں کی آواز گونج رہی تھی کہ ہم منارۃ المسیح کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے اور قادیان کو اس طرح مسمار کردیں گے کہ وہاں قادیان کا نام ونشان تک باقی نہیں رہے گا اور ایک وجود بھی ایسا نہیں رہے گا جو حضرت مسیح موعودؑ کا نام لینے والا ہو۔ فضاؤں میں بہت ارتعاش تھا اور احمدیوں کی طبیعت میں بھی ایک ہیجان تھا، ایک جوش تھا اور ایک ولولہ تھا۔ جتنی قوت کے ساتھ جماعت کو دبانے کی کوشش کی جارہی تھی اتنے ہی زور کے ساتھ یہ جماعت اُچھلنے کیلئے تیار بیٹھی تھی، ایک آواز کا انتظار تھا یعنی خلیفۃ المسیح کی آواز کا کہ وہ جس طرح چاہیں، جس طرف چاہیں قربانیوں کے لئے بلائیں لیکن دل سینوں میں اُچھل رہے تھے کہ کب یہ آواز بلند ہو اور کب ہمیں آگے بڑھ کر نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کہنے کو توفیق عطا ہو۔

چنانچہ اِس پس منظر میں 1934ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس تحریک کا آغاز فرمایا۔ اُس وقت کے اقتصادی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور اس وقت کی جماعت کی غربت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے اپنے اندازے کے مطابق ستائیس ہزار روپے کی تحریک فرمائی اور اس پر بھی آپ کا یہ تأثر تھا کہ اس وقت کے جماعت کے اقتصادی حالات مستقل طور پر یہ بوجھ برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تھے یا یوں کہنا چاہئے کہ اقتصادی حالات کا تقاضا یہ ہے کہ مستقل طور پر تحریک جاری نہ کی جائے بلکہ چند سال کے لئے قربانی مانگی جائے۔ چنانچہ آپ نے تین سال کیلئے اس چندے کا اعلان فرمایا جس کے ذریعے سے تمام دنیا میں دعوت اسلام کی داغ بیل ڈالی جانی تھی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 نومبر 1982ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

ابتدائی قربانیاں اور اُن کی برکات

ابتدائی طور پر اس تحریک پر لبیک کہنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے ان قربانیوں کے نتائج پر بھی روشنی ڈالی کہ کس طرح مشکل حالات کا سامنا کرتے ہوئے انہوں نے قربانیاں پیش کیں اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے فضل وانوار کی بارشیں برسائیں اور آج بھی ہم ان کی قربانیوں کا پھل کھا رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

’’اُس وقت حاضرین اِس بات کو پوری طرح سمجھ نہیں سکے۔ بہت سے ایسے تھے جنہوں نے سمجھا کہ یہ تحریک صرف ایک سال کیلئے ہے۔ چنانچہ انہوں نے بظاہر اپنی توفیق سے بہت بڑھ کر چندے لکھوائے۔ سلسلہ کے بعض کلرک ایسے تھے جن کو اُس زمانے میں پندرہ روپے مہینہ تنخواہ ملا کرتی تھی انہوں نے تین تین مہینے کی تنخواہیں لکھوادیں۔ بعض ایسے تھے جنہوں نے دو مہینے کی تنخواہ لکھوادی اور ذہن پر یہی اثر تھا کہ ایک دو سال کے اندر ہم ادا کردیں گے۔ سلسلہ کے بہت سے ایسے بزرگ بھی تھے جو اگرچہ کچھ زائد تنخواہ پانے والے تھے لیکن اس زمانے میں بھی ان کی تنخواہ دنیا کے لحاظ سے بہت کم تھی۔ مثلاً ناظروں کے معیار کے لوگ اور سلسلہ کے پرانے خدام اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی لمبی خدمت کی توفیق پائی تھی، پچاس، ساٹھ، ستّر روپے ماہوار سے زیادہ ان کی تنخواہیں نہیں تھیں، ان میں سے بھی بعض نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر چندے لکھوائے۔ مثلاً حضرت منشی محمد صادق صاحب نے اڑھائی سو روپے چندہ لکھوایا اِسی طرح دیگر بزرگوں میں سے مولوی ابوالعطا جو اُس وقت کی نسل میں نسبتاً چھوٹے تھے اور مولوی جلال الدین صاحب شمسؔ نے بھی پچاس پچاس روپے لکھوائے جو اس زمانے کے لحاظ سے ان کی آمد کے مقابل پر بہت زیادہ تھے لیکن اس وقت یہ بات کھل کر سامنے نہیں آئی کہ یہ تحریک مستقل نوعیت کی ہے۔ ہاں بعد میں جب یہ اعلان کیا گیا کہ یہ ایک سال کے لئے نہیں بلکہ تین سال کیلئے تھی تو ان زائد وعدہ لکھوانے والوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں تھا جس نے یہ درخواست کی ہو کہ غلط فہمی میں زیادہ لکھوادیا گیا ہے، طاقت سے بڑھ کر بوجھ ہے اس لئے ہمیں اجازت دی جائے کہ اس چندے کو کم کردیں۔ بلکہ خود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے پیشکش فرمائی کہ اگر کسی نے غلط فہمی سے اپنی طاقت سے بڑھ کر چندہ لکھوادیا ہے تو اس کو کم کروانے کی اجازت ہے۔ یہ درخواستیں تو موصول ہوئیں کہ حضور! ہمیں یہ چندہ اسی طرح ادا کرنے کی اجازت دی جائے اور دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس عہد پر قائم رہیں لیکن کوئی درخواست نہیں آئی کہ ہمارے چندے کو کم کردیا جائے۔ بعد میں جب یہ بات اَور کھل گئی کہ یہ تحریک تین سال کے لئے نہیں بلکہ ایک مستقل اور عظیم الشان تحریک بننے والی ہے جس کے نتیجے میں حضرت مسیح موعودؑ کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچنی تھی اور جس کے نتیجے میں حضرت مصلح موعودؓ نے زمین کے کناروں تک شہرت پانی تھی، تب بھی کوئی پیچھے نہیں ہٹا بلکہ قربانیوں میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ بزرگوں کا بھی یہی عالم تھا، امیروں کا بھی یہی عالم تھا، متوسط طبقے کے لوگ جو سلسلہ کے کاموں سے براہ راست متعلق نہیں تھے ان کی بھی یہی کیفیت تھی اور غرباء کی بھی یہی کیفیت تھی۔ تمام جماعت کے ہر طبقے نے قربانی میں ایک ساتھ قدم اٹھایا ہے اور آج جب ہم اعداد وشمار پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ان کے تجزیے سے ہرگز یہ بات سامنے نہیں آتی کہ کسی طبقے نے زیادہ قربانی کی تھی اور کسی نے کم۔ اُمراء نے اپنی توفیق کے مطابق بہت بڑے بڑے قدم اٹھائے، بڑی بلند ہمتوں کے ساتھ (دعووں کے ساتھ نہیں) وعدے لکھوائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو پورا کیا۔ اسی طرح غرباء اپنی توفیق کے مطابق بلکہ توفیق سے بڑھ کر اس میں شامل ہوئے۔

جوش اور ولولے کا یہ عالم ہوا کرتا تھا کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا کرتے تھے تو جو لوگ سب سے پہلے دفتر تحریک جدید میں پہنچ کر اپنے چندے لکھواتے تھے ان میں دو دوست پیش پیش تھے۔ ایک کا نام محمد رمضان صاحب تھا جو مددگار کارکن تھے اور دوسرے کا نام محمد بوٹا ’’تانگے والا‘‘ تھا۔ جب تک وہ زندہ رہے ایک سال بھی اس بات میں پیچھے نہیں رہے۔ خدا نے ان کو جتنی توفیق بخشی تھی اس کے مطابق وہ وعدے لکھواتے تھے اور ادائیگی میں بھی اَلسَّابِقُوۡنَ میں شامل ہوتے تھے اور وہ لوگ جو سب سے پہلے پرائیویٹ سیکرٹری کے باہر انتظار کر رہے ہوتے تھے۔ اُس زمانے میں لوگ پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر پہنچا کرتے تھے، ان میں یہ دونوں دوست پیش پیش ہوتے تھے۔ مزدوروں کا یہ عالم تھا کہ سیالکوٹ کے ایک مزدور جو اُن دنوں دو روپے ’’دِہاڑی‘‘ کمایا کرتے تھے یعنی دو روپے یومیہ ان کی مزدوری تھی انہوں نے اس زمانے کے لحاظ سے بہت بڑا یعنی تیس روپے چندہ لکھوایا۔ ایک اور صاحب تھے وہ بھی غریب اور کمزور حال تھے انہوں نے دس روپے چندہ لکھوایا۔ تو قربانی کرنے والوں کا یہ حال تھا۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا تعلق ہے وہ فضل ان لوگوں پر بارش کی طرح اس طرح برسے ہیں کہ ان پر نگاہ پڑتی ہے تو قربانیاں کہتے ہوئے شرم آنے لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان خاندانوں کی کایا پلٹ دی، اُن کی نسلوں کے رنگ بدل گئے۔ خدا نے ایسے فضل نازل فرمائے کہ پہچانے نہیں جاتے کہ یہ کون سے خاندان تھے، کس حالت میں رہا کرتے تھے اور کس تنگی ترشی میں گزارہ کیا کرتے تھے۔ وہ مزدور جس کا مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے اور جس نے تیس روپے سے اپنے چندے کا آغاز کیا تھا، آج ان کا چندہ تین ہزار پانچ سو روپے سالانہ ہے اور وہ مزدور جس نے دس روپے سے اپنے چندے کا آغاز کیا تھا آج اس کا چندہ پانچ ہزار روپے سالانہ ہے اور وہ بچہ جس نے پانچ روپے کے ساتھ اپنے چندے کا آغاز کیا تھا، گزشتہ سال اس کا چندہ پانچ ہزار روپے سالانہ سے زائد تھا۔ پس ہر عمر کے لوگوں کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا، ہر طبقے کے لوگوں کو اپنے فضل سے نوازا۔ روحانی لحاظ سے بھی ان لوگوں نے بہت ترقیات حاصل کیں اور دنیوی لحاظ سے بھی وہ کسی سے پیچھے نہیں رہے اور ان کی اولادوں نے بھی ان قربانیوں کا اتنا پھل کھایا کہ سیری کے مقام تک پہنچ گئے اور وہ فضل ابھی ختم ہونے میں نہیں آتے۔ وہ ایک نسل سے تعلق رکھنے والے فضل نہیں بلکہ وہ دوسری نسل میں بھی جاری ہیں، تیسری نسل میں بھی جاری ہیں اور یہ معاملہ آگے بڑھتا چلا جارہا ہے، زمانے کے لحاظ سے بھی لمبا ہو رہا ہے اور وسعت کے لحاظ سے بھی پھیلتا جارہا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 نومبر 1982ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تحریک جدید ایک عالمگیر تحریک

ایک موقع پر حضور انور نے تحریک جدید کے چندے کی برکات بیان کرتے ہوئے عورتوں اور بچوں کیلئے اس چندے کی افادیت کو کھول کر بیان کیا اور تحریک جدید کے چندے کو دنیا بھر میں رائج کرنے کی ہدایات دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’تحریک جدید کے چندے کی غیر معمولی برکت یہ تھی کہ تحریک جدید کے آغاز کے ساتھ جماعت احمدیہ کے چندوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا کیونکہ اس سے پہلے صرف کمانے والا چندہ دیتا تھا یعنی چندہ عام۔ بچوں اور عورتوں کے لئے کوئی چندہ نہ تھا اور عورتیں چونکہ مالی قربانی میں براہِ راست حصہ نہیں لیتی تھیں اس لئے وہ خاوند کی مالی قربانی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتی تھیں۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسے گھروں کے بچے ہاتھوں سے نکل گئے۔ تحریک جدید کے چندہ کے آغاز سے یہ بات ختم ہوگئی۔ اسی لئے مَیں تحریک جدید کے چندے کو دنیا بھر میں رائج کرنے ہدایت دے رہا ہوں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 نومبر 1993 بمقام مسجد فضل لندن)

تحریک جدید کی برکات

تحریک جدید کی برکات کا ایک اور پہلو بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

’’نئی نسلوں سے خدا کا حیرت انگیز سلوک ہے! عجیب وغریب کاروبار ہیں اور لڑکے آکے، جب نوجوان مجھے باتیں بتاتے ہیں تو ہنستے ہیں کہ یہ ہوا کیسے؟ کہتے ہیں ہمیں تو سمجھ نہیں آتی کیا بات تھی۔ ایک نوجوان ملنے کے لئے آئے انہوں نے کہا مجھے امریکہ میں ایک نوکری ملی ہے اتنی زیادہ آمد ہے کہ میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا، اتنی آمد ہے۔ مَیں نے کہا تم بڑے اچھے رہے ہوگے انٹرویو میں۔ انٹرویو؟ کیا خاک مَیں نے انٹرویو دیا؟ انٹرویو لینے والا، اتفاق ایسا ہوا کہ، وائس پریذیڈنٹ خود تھا اس نے دو باتیں کیں، اُس نے کہا تم پاس ہو۔ باقیوں کے Que لگے ہوئے تھے۔ انٹرویو دینے والوں کے بورڈ میں کتنے ہی آئے، ناکام ہوئے۔ اُس نے دیکھا، پہچان لیا کیونکہ وہ طاقت بھی رکھتا تھا اور فراست بھی، اُس نے کہا باتیں کرو بس، چلو اب جاؤ بھاگو تم، پیش ہو جاؤ کام کے لئے اور جو اس کی Salary مَیں نے بھی سنی، مَیں آپ کو بتاتا نہیں اس کا ذاتی راز ہے، مگر مَیں حیران رہ گیا اور چونکہ جانتا ہے کہ اللہ کا فضل ہے وہ اس ارادے کا اظہار کر کے گیا کہ سوال ہی نہیں اب میرے لئے کہ چندوں میں کسی قسم کی کمی کروں، پہلے وہ حق ادا کروں گا خدا کے شکرانے کے طور پر، پھر باقی کاموں میں چیزوں میں برکت پڑے گی۔‘‘

(از خطبہ جمعہ 8 نومبر 1996ء بمقام مسجد فضل لندن)

ایک اور موقع پر فرمایا:

’’دوسرا جو اس کے علاوہ خدائی نظام کو قرض دیتے ہیں ان کی تو نسبتیں ہی بدل جاتی ہیں، ان کی کیفیات میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ اتنی برکتیں ملتی ہیں کہ اس کا عام انسان جس کو تجربہ نہ ہو تصور بھی نہیں کرسکتا۔ جماعت کی مالی قربانی کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے ساری جماعت پر جو فضل نازل فرمائے ہیں وہ حیرت انگیز ہیں اور بڑھتا ہوا مالی قربانی کا رجحان بتا رہا ہے کہ خدا نے دیا تھا تو واپس کر رہا ہے پہلے تھوڑا قرض دیا تھا پھر اُس سے زیادہ، پھر اُس سے زیادہ، بڑھتے بڑھتے کہیں سے کہیں بات جا پہنچتی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 8 نومبر 1996ء بمقام مسجد فضل لندن)

حضور انور نے انہی برکات کے تسلسل میں اضافے اور دوام کی تحریک بھی فرمائی اور جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’اگلے سال کم سے کم سو ممالک کو تحریک جدید میں ضرور شامل کرنا ہے۔ تو یہ مالی نظام جو قرضے کا نظام ہے اس کو اس پہلو سے اس پس منظر میں سمجھیں گے تو سمجھ آئے گی ورنہ لوگ پاگل کہہ دیتے ہیں کہ اللہ کو قرضے کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ غریب ہے؟ اللہ فقیر ہے؟ اور یہ پاگل پہلے بھی ہوتے تھے اب بھی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ کہتے ہیں: ’’اِنَّ اللّٰہَ فَقِیۡرٌ وَّ نَحۡنُ اَغۡنِیَآءُ (آل عمران:182)‘‘، ہم اغنیا ہیں اللہ فقیر ہے ہمارے پاس آئے ہیں پیسے دو! لیکن کیسے دیتا ہے؟ کیسے لیتا ہے اور پھر کیا سلوک فرماتا ہے؟ وہ مضمون دیکھ لیں تو انسان حیرت کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے۔ ناممکن ہے کہ خدا کے سلوک کو دیکھ کر کوئی ایسی بے حیائی کا کلمہ تصور میں بھی لا سکے۔ جو لیتا ہے دیا بھی تو اسی نے تھا۔ یہ بھی نہیں سوچتے بے وقوف اور لیتا کیسے عذر رکھ کے؟ کیسی عزت نفس کو قائم کرتے ہوئے

لیتا ہے۔ یہ نہیں کہتا میں نے تمہیں دیا ہے مجھے واپس کردو۔ یہ بھی کہتا ہے بعض جگہ لیکن اَور رنگ میں، مجھے اس طرح واپس کرو کہ غریبوں کو دے دو۔ جہاں دین کی ضرورت ہے وہاں یہ ایک انداز ہے کہتا ہے قرضہ دو۔ تم قرضہ دیتے تو ہو لوگوں کو، تمہیں ایک قرضے سے منع کیا ہے اور ایک اور قرضے کا دفتر کھول رہا ہوں اور اس قرضے کے بعد پھر تمہیں کبھی کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ ساری جماعت کی تاریخ گواہ ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے۔ دو دو آنے دینے والوں کو خدا نے ایسی برکتیں دیں، ان کی اولادوں کی کایا پلٹ کے رکھ دی ہے۔ اگر وہ یاد رکھیں کہ یہ کیوں آسمان سے فضل نازل ہوئے ہیں؟ تو پھر ان کو سمجھ آئے گی کہ یہ وعدے ہیں جو پورے ہو رہے ہیں۔ عام طور پر لوگ اپنے خاندانوں کی ان عظیم قربانیوں کو جو نسبتاً بہت ہی معمولی تھیں اس طرح بھلا دیتے ہیں کہ اس دو آنے کی کیا بات بچوں سے کرنی ہے یا چار آنے کی کیا بات کرنی ہے۔ یہ ان کو نہیں پتہ کہ وہ چار آنے اور دو آنے ہی ہیں جو اَب لاکھوں کروڑوں بن گئے ہیں اُن کے لئے۔ اور وہی مضمون ہے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے: ''مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ (الحدید:12) ''اس کو بڑھا دیتا ہے:'' وَلَہٗ اَجْرٌ کَرِیْمٌ '' (الحدید:12) اجر کریم اس کے علاوہ اس کے لئے باقی ہے۔ تو اپنے بچوں کو یہ تو بتایا کریں تا کہ ان کو پتہ چلے کہ خدا تعالیٰ کتنا بڑھاتا ہے اور کتنا بڑھاتا چلا جاتا ہے۔''

(از خطبہ جمعہ 8 نومبر 1996ء بمقام مسجد فضل لندن)

اس کے بعد حضور انورؒ نے فرمایا:

''تو ابھی بھی ان سب عظمتوں کے باوجود جو قربانی میں ہم نے حاصل کیں ان پہلی نسلوں کی قربانی کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ جس خلوص اور محبت اور پیار سے اپنی اس ساری توفیق کو استعمال کرتے ہوئے انہوں نے قربانیاں دی ہیں اب بھی ہیں مگر نسبتاً کم ہیں: ''ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ (الواقعۃ:13-14)۔'' پہلوں میں بہت بڑی جماعت تھی اب آخرین میں نسبتاً تھوڑے ہیں۔ مگر اس کے باوجود چونکہ خدا نے ہمارے پردے ڈھانک دیئے ہیں، ہمارے اخلاص کو غیر معمولی عظمت بخشی ہے اور دنیا میں اس کا رعب قائم کر دیا ہے اس لئے یہ جو اعداد و شمار ہیں یہ آپ کو حیران کریں گے کس طرح خدا تعالیٰ ترقی پر ترقی عطا فرماتا چلا جاتا ہے۔ اور یہ صرف مالی پہلو نہیں ہے، اجرِ کریم کی بات جو خدا نے فرمائی ہے اس کا بھی ذکر سن لیں۔

یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُھُمْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ بُشْرٰکُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (الحدید:13) مالی ترقی کا وعدہ کر کے پھر آگے تفصیل بیان نہیں فرمائی وہ معمولی بات ہے، دنیا کی بات ہے۔ اجرِ کریم کا مضمون پھر آگے شروع کر دیتا ہے، فرماتا ہے: جس دن تو مومنوں کو دیکھے گا اور مومنات کو ''یَسْعٰی نُوْرُھُمْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ'' ان کا نور ان کے آگے آگے بھاگے گا اور ان کے دائیں طرف بھی۔ دائیں طرف کیوں؟ اِس لئے کہ جنت کا ذکر ہو رہا ہے، جنت میں دائیں طرف ہے کیونکہ بائیں طرف دنیا کی مظہر ہے۔ دنیا کی نعمتیں تو خدا دنیا میں ادا کر چکا ہوگا اس لئے ان کا ذکر نہیں چھیڑا اب، اب اجرِ کریم کی بات ہو رہی ہے اس میں نور جو ہے وہ آگے آگے بھاگے گا اور دائیں طرف یعنی دینی پہلو سے ان کی روشنی دکھائی دینے لگے گی اور دنیاوی پہلو سے وہ اگر نظر انداز بھی ہو گئے تھے دنیا میں تو جن کا نور آگے آگے بھاگے اور دائیں طرف روشن ہو ان کو کون ہے جو نظر انداز کر سکتا ہے؟ وہی ہیں جو دکھائی دینے والے ہیں۔''

(از خطبہ جمعہ 8 نومبر 1996ء بمقام مسجد فضل لندن)

مالی قربانیوں کے نتیجہ میں ملنے والے اجرِ کریم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''تحریک جدید کی برکتوں سے جو کچھ دنیا کو فیض پہنچ رہا ہے یہ وہ پھل ہیں جو اس دنیا میں مل رہے ہیں اور ان پھلوں کا بھی یہی قصہ ہے ہم سمجھ رہے ہیں بڑے پھل مل گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن تمہیں جب اصل پھل ملیں گے تو تم کہو گے ہاں ہمیں دنیا میں ملے تھے لیکن یہ وہ نہیں ہیں ملتی جلتی چیزیں تھیں۔ تمہیں پتہ ہی نہیں کہ یہ کیا چیزیں ہیں۔ یہ ان سے بہت زیادہ بڑی نعمتیں ہیں اور یہ اجرِ عظیم یا اجرِ کریم ہے جس کی بات اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''

(از خطبہ جمعہ 8 نومبر 1996ء بمقام مسجد فضل لندن)

تحریک جدید کی برکتیں تا قیامت ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے تحریک جدید کی برکات کو دائمی اور قیامت تک جاری و ساری قرار دیتے ہوئے فرمایا:

''آج جو نسلیں قربانیوں میں آگے بڑھ رہی ہیں ان میں ایک بہت بڑا طبقہ ایسا شامل ہے جن کو آغاز میں تحریک جدید سے مالی قربانیوں کے چسکے پیدا ہوئے اور پھر یہ اللہ کے فضل کے ساتھ ایسا چسکا پڑ گیا کہ وہ رہ ہی نہیں سکتے تھے چندوں کے بغیر۔ اس لئے تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے، اسے ضرور زندہ رکھنا چاہئے، اِس کی برکتیں قیامت تک جاری رہیں گی اور قیامت تک اس کو یاد بھی رہنا چاہئے۔''

(ازخطبہ جمعہ 25 اکتوبر 1985ء بمقام مسجد فضل لندن)

تحریک جدید کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر حضور انور جماعت کی روز افزوں ترقیات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

''آج سے قریباً 56 برس پہلے کی بات ہے کہ اکتوبر کے مہینے کے آخر پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے پہلی بار تحریک جدید کا اعلان فرمایا۔ 19/اکتوبر کے خطبہ میں آپ نے یہ ذکر فرمایا کہ یہاں ایک بہت بڑی احرار کانفرنس ہونے والی ہے۔ یہ احرار کانفرنس اس غرض سے قادیان میں منعقد کی جارہی تھی کہ ایسے منصوبے بنائے جائیں کہ قادیان سے ہی نہیں، تمام دنیا سے یا تمام دنیا سے ہی نہیں قادیان سے بھی جماعت احمدیہ کو یکسر مٹا دیا جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دنیا بھر میں کوئی بھی نام لیوا نہ رہے اور اسی قسم کے بلند بانگ دعاوی اس کانفرنس میں کئے گئے اور یہ اعلان کئے گئے کہ ہم اس بستی، قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے اور احمدیت کا نام و نشان دنیا سے اس طرح محو ہو جائے گا کہ اگلی نسل تک کسی کو یاد بھی نہیں رہے گا کہ احمدیت نام کی کوئی چیز تھی بھی کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کانفرنس دو دن تک شروع ہونے والی ہے یعنی 21 تاریخ کو اور مَیں اس کانفرنس کے بعد ایک تحریک کا اعلان کروں گا۔ اپنے نتائج کے لحاظ سے اور اپنے اثرات کے لحاظ سے بہت ہی عظیم الشان اور بہت دور رس نتائج کی حامل تحریک ہوگی مگر ذہنی طور پر میں جماعت کو تیار کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تحریک قربانیوں کے بہت سے مطالبات کی تحریک ہے جس حد تک قربانیوں کے مطالبات میں تم لوگ لبیک کہو گے اسی حد تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار اَفضال نازل ہوں گے۔

پس نومبر کے آخر پر یا 26 اکتوبر کے خطبہ جمعہ میں یا اس کے بعد 2 نومبر کے خطبہ جمعہ میں آپ نے باقاعدہ تحریک جدید کا اعلان فرمایا۔ آج یہ حسن اتفاق ہے کہ ہمارے امسال کے جمعے بھی انہیں تاریخوں میں واقع ہو رہے ہیں جن تاریخوں میں 1934ء کے جمعے واقع ہوئے تھے۔ پس اگر وہ اعلان 2 نومبر کو تھا تو آج 2 نومبر ہے اور 2 نومبر ہی کو میں اس پہلی تحریک کی یاد جماعت کو دلانی چاہتا ہوں۔ وہ بہت ہی ابتدا کے، غربت کے دن تھے جبکہ جماعت احمدیہ کو سوائے چند دوسرے ملکوں کے دنیا میں کہیں بھی کوئی نفوذ نہیں تھا۔ اُس وقت تمام دنیا میں جو چھوٹی چھوٹی بیرونی جماعتیں ابھی قائم ہوئی تھیں ان میں ایک انگلستان تھا جہاں مشن قائم ہو چکا تھا۔ یہ مسجد جس میں مَیں آج یہ خطبہ دے رہا ہوں اس کی تعمیر ہو چکی تھی اور اس کے علاوہ مشرقی افریقہ میں کینیا، دارالسلام، ٹانگانیکا وغیرہ میں پاکستان سے یا ہندوستان سے گئے ہوئے صحابہؓ نے جماعتیں قائم کی تھیں اور دیگر مخلصین نے، کچھ مقامی افراد بھی ہوئے لیکن بہت کم، معدودے چند، اسی طرح سری لنکا میں بھی خدا کے فضل سے جماعت قائم ہو چکی تھی، انڈونیشیا میں بھی جماعت قائم ہو چکی تھی اور عرب ممالک میں سے عدن میں اور ایک دو اور مقامات پر جماعت قائم تھی، تو کل تعداد جہاں تک مَیں نے نظر دوڑائی ہے اس وقت 12 تھی اور تحریک جدید کے مطالبات کو جماعت نے اس اخلاص کے ساتھ، اس قدر غیر معمولی جوش و خروش کے ساتھ قبول کیا اور وفا سے ان پر ایک لمبے عرصے تک قائم رہے کہ یہ آج انہیں اوّلین مجاہدین کی قربانیوں کا پھل ہے جو ہم کھا رہے ہیں اور یہ وہی تحریک ہے جو اب بڑھ کر ایک عظیم تناور درخت بن چکی ہے اور دنیا کے ایک سو چوبیس ممالک تک اس کی شاخیں پھیل چکی ہیں اور تنے بھی لگ چکے ہیں یعنی جڑیں بھی قائم ہو چکی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ باہر کے ملکوں سے ایک تناور درخت کے سائے ہیں جو پھیل رہے ہیں بلکہ جہاں جہاں بھی یہ درخت یا اس کی شاخیں پہنچتی ہیں وہاں نئی جڑیں قائم ہوتی ہیں اور برگد کے درخت کا سا حال ہے جو اگر اسی طرح مسلسل چلتا رہے تو کہتے ہیں کہ کبھی مر ہی نہیں سکتا کیونکہ وہ جوں جوں بڑا ہوتا چلا جاتا ہے اس کی شاخیں پھیلتی ہیں، ان شاخوں میں سے پھر ایسی باریک رگیں سی اُترتی ہیں جو (ٹیوبوں) TUBES کی طرح زمین کی طرف بڑھتی ہیں اور زمین تک پہنچ کر پھر وہ جڑیں خود پیدا کرتی ہیں اور جب جڑیں قائم ہو جاتی ہیں تو وہی باریک سی رَگ جو پہلے ایک کونپل کی طرح معمولی سی پھوٹتی ہے وہ ایک بہت مضبوط تنا بن جاتی ہے اور پھر اس سے برگد کا درخت اور مزید پھیلنے لگتا ہے۔

پس اس گزشتہ چھپن سال کے عرصے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ چند جماعتیں جو معدودے چند ہی نہیں تھیں بلکہ اپنی قوت اور کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے بھی بہت کمزور تھیں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک سو چوبیس ممالک میں پھیل گئیں اور ہر جگہ جڑیں قائم کیں اور سب جڑیں زمین میں خوب گہری پیوست ہو گئیں اور ان کے تنے اب بلند ہو رہے ہیں اور بعید نہیں کہ وہ بھی آئندہ چند سالوں میں آسمان سے باتیں کرنے لگیں۔''

(ازخطبہ جمعہ 2 نومبر 1990 بمقام مسجدفضل لندن)

مالی قربانی اور اللہ کی رضا

مالی قربانیوں کے فوائد اور برکات بیان کرتے ہوئے حضور انور نے ایک مرتبہ فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کے بہت سے فائدے بیان فرمائے ہیں ایسا کرنے والوں کو مستقبل میں اللہ تعالیٰ کی برکت سے بے انتہا مالی فوائد حاصل ہونے کا بھی وعدہ ہے۔ اور یہ ضرور ملتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ فرمایا کہ جب مالی قربانی کرو تو اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی منفعت پر نظر نہ رکھا کرو بلکہ اللہ کی رضا کا حصول اصل مقصد ہو جو پیش نظر رہے۔''

(ازخطبہ جمعہ فرمودہ 11 نومبر 1993 بمقام مسجدفضل لندن)

ایک اور موقع پر قرآن کریم کی آیت اِبْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ کی تفسیر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

''اول سب سے اعلیٰ غرض اللہ کی محبت میں اس کی رضا کی خاطر اموال پیش کرنا تا کہ اللہ کی نظر پیار اور محبت کے ساتھ قربانی کرنے والوں پر پڑے اور دوسرے اپنے اعمال کو جو نیک اعمال ہیں، اُن کو تقویت دینے کے لئے اور اُن کو ثبات بخشنے کے لئے اُن کی حفاظت کی خاطر مالی قربانی کی جائے۔ اب یہ دو باتیں ایسی ہیں جو جماعت احمدیہ کی مالی قربانی کی تاریخ میں بالکل نمایاں طور پر درست دکھائی دیتی ہیں۔ اللہ کی بات تو ہر حال میں درست ہونی ہے مگر جماعت کی مالی قربانیوں کے آئینے میں جب ان دونوں باتوں کو عمل پیرا دیکھتے ہیں تو یہ مراد نہیں کہ اللہ کی بات سچی ہے، مراد یہ ہے کہ جماعت سچی ہے جس نے واقعتاً رضائے باری تعالیٰ کی خاطر قربانیاں دی ہیں اور واقعتاً اپنے نیک اعمال کی حفاظت کے لئے یہ اقدام کئے تھے اِس لئے ان کا نتیجہ صاف دکھائی دے رہا ہے۔ جماعت کی مالی قربانیوں میں حصہ لینے والا گروہ اللہ کے فضل سے تمام نیکیوں میں صف اوّل میں ہے۔ شاذ کے طور پر ایسے آدمی آپ کو دکھائی دیں گے جو مالی قربانی میں تو اوّل ہیں لیکن باقی چیزوں میں پیچھے ہیں۔ بعض ایسے جن کو میں جانتا ہوں وہ کمزور ہوتے ہیں اور مالی قربانی میں حصہ نہیں لیتے۔ آغاز میں یہی دکھائی دیتا ہے کہ وہ مالی قربانی میں حصہ لینے لگے ہیں لیکن دیگر اعمال کے لحاظ سے معیاری نہیں لیکن کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو مالی قربانی شروع کر دے اور دوسرے نیک اعمال میں محروم ہی بنا رہے۔ مالی قربانی اس کے دوسرے نیک کاموں کو بھی تقویت بخشتی ہے۔ اس کا سلسلے کے ساتھ تعلق پہلے سے زیادہ مضبوط ہونے لگتا ہے، دینی کاموں میں اس کا ذوق شوق پہلے سے زیادہ بڑھنے لگتا ہے۔ پس قرآن کریم کی کی یہ گواہی جماعت احمدیہ کے گزشتہ سو سالہ کردار کے آئینے میں نہ صرف قرآن کی صداقت کا اعلان کر رہی ہے بلکہ جماعت احمدیہ کی نیک نیتوں اور پاک اعمال کی صداقت کا بھی اعلان کر رہی ہے۔''

(از خطبہ جمعہ فرمودہ 4 نومبر 1994ء بمقام مسجدفضل لندن)

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت میں اُمراء کی نسبت غرباء زیادہ قربانیاں پیش کرنے والے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

''غرباء میں قربانیوں کا معیار اُونچا ہے اُمراء میں آپ کو استثنائی طور پر ایسے قربانی کرنے والے دکھائی دیں گے جو تناسب کے لحاظ سے اپنے غریب بھائیوں سے آگے نکل جائیں ورنہ بھاری اکثریت غرباء کی وہ ہے جن کی رُوحانی کھیتی دُگنے پھل لا رہی ہے کیونکہ وہ ذاتی تنگی کے باوجود اپنی روزمرہ کی ضرورتوں کو کاٹ کر قربانی کر رہے ہوتے ہیں۔ اور اُمراء میں بدقسمتی سے یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ اپنی آمد سے جو خدا تعالیٰ اُن کو دل عطا کرتا ہے اتنا دیتے ہیں کہ ان کو یہ خطرہ نہ رہے کہ ان کے منافع کے معیار گر جائیں گے اور یہ جو ذہن کے فکر ہیں کہ ہم نے ابھی بہت سے کام کرنے ہیں اور جائیداد بڑھانی ہے اور کارخانے بنانے ہیں۔ تجارتوں کو اَور طرح فروغ دینا ہے یہ فکر ان کے منافعوں کے ایک بڑے حصے کو مزید دُنیا طلبی کے لئے وقف رکھتی ہے اس واسطے وہ یہ نقصان سمجھتے ہیں کہ دین کی خاطر اتنی قربانی کی جائے کہ دیگر ہمارے جو روزمرہ کے تجارتوں اور اموال کو بڑھانے کے مواقع ہیں ان سے ہم محروم رہ جائیں ان کو اپنے غریب بھائیوں سے یہ بات پیچھے رکھتی ہے لیکن ان میں بھی اللہ کے فضل سے بہت بڑے بڑے قربانی کرنے والے ہیں۔''

(از خطبہ جمعہ 4 نومبر 1994ء بمقام مسجدفضل لندن)

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

صد سالہ جشن خلافت نمبرز

صد سالہ جشن خلافت کی تقریبات کے حوالہ سے طبع ہونے والی خصوصی اشاعتیں اور سووینئرز (جو ہمیں موصول ہوئے ہیں) کا تعارف کچھ عرصہ سے جاری ہے۔ ایسی خصوصی اشاعتیں، دورانِ سال، جب بھی ہمیں موصول ہوتی رہیں گی، تو اپنے معمول کا انتخاب پیش کرنے کی بجائے، اُن پر تبصروں اور اُن میں شامل منتخب مضامین کا تعارف پہلے ہدیۂ قارئین کیا جاتا رہے گا۔ رسائل و جرائد کی ترسیل نیز خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

محترم ڈاکٹر مظفر احمد شہید

جماعت احمدیہ امریکہ کے صد سالہ خلافت سووینئر میں مکرم مرزا محمد افضل صاحب مبلغ سلسلہ کے قلم سے ایک مختصر نوٹ شامل اشاعت ہے جس میں آپ محترم ڈاکٹر مظفر احمد شہید کی شہادت کے واقعہ کو بیان کرتے ہیں۔

یہ محض کل ہی کی بات محسوس ہوتی ہے جب میں ڈاکٹر مظفر احمد صاحب کے ساتھ اُن کے لاؤنج میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا کہ دروازہ پر کسی نے دستک دی اور وہ اُٹھ کر دیکھنے گئے۔ باہر اُن کے بیٹے بھی کھیل رہے تھے۔ اچانک مجھے آتشی پٹاخوں کی سی آواز سنائی دی اور دھوئیں کی بو بھی آئی لیکن میں سمجھا کہ شاید ڈاکٹر صاحب کے بیٹے پٹاخے چلا رہے ہیں۔ لیکن کچھ ہی لمحوں بعد ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ کی چیخ و پکار سُن کر مَیں بھاگ کر باہر پہنچا تو دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب خون میں لت پت گرے ہوئے تھے اور اُن کی روح اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو رہی تھی۔

محترم ڈاکٹر صاحب کے بدبخت قاتلوں نے آپ کو شہید کرنے کے بعد جماعت کے سیکرٹری مال کے گھر کو بھی بم سے اڑانے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُنہیں ناکام بنا دیا۔ پھر انہی شرپسندوں نے ڈیربارن کے مشن ہاؤس میں داخل ہوکر قالین کو تیل میں بھگو کر آگ لگادی اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اُسی آگ کی زَد میں آکر خود بھی واصل جہنم ہوگئے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اگر وہ ہلاک نہ ہوتے تو اُن کے بدعزائم کیا تھے؟

ڈاکٹر صاحب کی شہادت سے جہاں جماعت میں ایک نئی روح، وحدت اور اخلاص دیکھنے میں آیا وہاں امریکہ کے بڑے چھوٹے ہر میڈیا پر احمدیت کا تعارف کروایا گیا۔ چنانچہ وہ کام جو کتنی محنت اور بے شمار رقم کا متقاضی تھا، وہ پھل اس شہادت سے حاصل ہوگیا۔

محترم رشید احمد صاحب

جماعت احمدیہ امریکہ کے صد سالہ خلافت سووینئر میں مکرم رشید احمد صاحب (Rudolph Thomas) کے بارہ میں مکرم ناصرالدین شمس صاحب کے قلم سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

محترم رشید احمد صاحب 26/مارچ 1923ء کو East St. Louis, Illionois میں Albert Thomas کے ہاں پیدا ہوئے جو ایک کیمیکل انجینئر تھے۔ لڑکپن سے ہی اُنہیں اللہ تعالیٰ کو پانے کی خواہش پیدا ہوچکی تھی اور وہ جانتے تھے کہ اُن کا خاندان بلاسوچے سمجھے اپنی مذہبی روایات پر عمل پیرا ہے۔ چنانچہ جب بھی انہوں نے کوئی سوال کیا تو کبھی تسلی بخش جواب نہ ملا۔ چنانچہ پھر وہ دنیاداری اور دولت کی تلاش میں اتنے آگے نکل گئے کہ منشیات اور جرائم کی دنیا میں داخل ہوگئے۔ ایک دن شکاگو کی سڑکوں پہ انہیں ایک آدمی یہ آوازیں لگاتا ہوا ملا کہ مسیح صلیب پہ فوت نہیں ہوئے تھے۔ اُس شخص سے مزید گفتگو کرکے وہ قریبی احمدیہ مسجد جا پہنچے جہاں مبلغ سلسلہ محترم غلام یاسین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ احمدیوں کے سادہ کپڑوں کو دیکھ کر، سالن پکنے کی خوشبو کو منشیات کی تیاری اور حقّہ پینے کو منشیات لینے کا طریقہ سمجھتے ہوئے وہ اپنے آپ کو یقین دلا چکے تھے کہ یہ یقیناً منشیات کے کاروبار میں ملوّث کوئی گروہ ہے۔ چنانچہ روزانہ نماز کے اوقات میں مسجد پہنچ جاتے تاکہ وہ اس خطرناک گروہ کی تہ تک پہنچ سکیں۔ لیکن بالآخر سچائی پہ ایمان لاتے ہوئے وہ ایک سال کے اندر ہی احمدی ہوگئے۔

جب محترم رشید احمد صاحب نے احمدیت قبول کرلی تو حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو پاکستان آنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ نے انتہائی محنت کرتے ہوئے ساڑھے پانچ سو ڈالر جمع کئے اور بحری جہاز کا ٹکٹ لے لیا۔ اس پر حضورؓ نے آپ کے لئے ہوائی جہاز کے ٹکٹ کا انتظام کروادیا تاکہ آپ جلدی پاکستان پہنچ سکیں۔

سفر کا آغاز ہوا تو آپ کی جیب میں پچاس ڈالر تھے۔ لیکن آپ کو بے شمار پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا خصوصاً عراق میں چند دن زیرحراست بھی رہے۔ جب وہاں کے کرنل کو ایک ویسے ہی سابقہ کیس میں ایک احمدی مسافر ڈاکٹر خلیل احمد ناصر کی یاد آئی تو اُس نے رشید صاحب کو بھی جانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ آپ کراچی پہنچے اور راستہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے صبح دو بجے اپنے میزبان کے ہاں پہنچ گئے۔ پھر کراچی سے ٹرین کے ذریعے لاہور پہنچے جہاں جماعت نے آپ کے لئے پریس کانفرنس کا انتظام کیا ہوا تھا۔ لیکن آپ نے فوری طور پر ربوہ جانے پہ اصرار کیا چنانچہ آپ کو اُسی وقت ربوہ روانہ کردیا گیا۔ ربوہ ریلوے سٹیشن پر حضورؓ اور کثیر تعداد میں احمدیوں نے آپ کا استقبال کیا۔ بعد میں جب آپ سے حضورؓ سے ملاقات کے حوالے سے پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ جس نے کبھی چینی چکھی بھی نہ ہو اُسے مٹھاس کیسی لگے گی؟ ان میں تو ایسی صفت ہے کہ ان کی صحبت میں رہنے کو دل کرتا ہے۔ ان کے پاس بیٹھ کر دنیا کی تمام فکریں بھول جاتی ہیں اور ویسا ہی اطمینان محسوس ہوتا ہے جو ایک بچے کو اپنی ماں کی گود میں محسوس ہوتا ہے۔

چنانچہ پانچ سال تک آپ حضورؓ کے ساتھ ہی رہے۔ آپ بیان کرتے تھے کہ حضور کی تقریر میں ایک مقناطیسی کشش تھی، جب حضورؓ خوشی کا اظہار یا تعریف کرتے تو سامعین کو زندگی بخش احساس ہوتا اور جب ناراضگی کا اظہار کرتے تو سزا کا احساس ہوتا۔

ایک موقعہ پہ حضورؓ نے رشید صاحب کو حضرت عمرؓ ابن خطاب کا وہ واقعہ سنایا جس میں انہوں نے ایک حاکم کو ایک پرانی ٹوپی دی جس کے پہننے سے اس حاکم کی سردرد ختم ہو جاتی تھی۔ وہ شاہانہ لباس پہنتا مگر سر پر وہی پرانی ٹوپی پہنتا جس کو اتارنے سے اس کی سردرد پھر سے شروع ہو جاتی۔ یہ سنانے کے بعد حضورؓ نے آپ کو اپنا ایک پرانا کلّہ دیا جس کے اندر کی جانب حضرت مسیح موعودؑ کی قمیض کا ایک ٹکڑا حضرت امّ ناصرؓ نے سیا ہؤا تھا۔

پاکستان میں قیام کے دوران آپ کے استاد محترم ماسٹر محمد خلیل صاحب نے اپنی ایک بیٹی کا رشتہ آپ کو پیش کیا تو آپ نے خواب دیکھا کہ آپ کو تین دودھ کی بوتلوں میں سے سب سے پرانی تاریخ کی بوتل کی پیشکش ہو رہی ہے۔ آپ نے حضورؓ کی خدمت میں خواب عرض کیا تو حضورؓ نے فرمایا کہ دودھ سے مراد اسلام ہے اور سب سے پرانا اسلام یعنی حضرت محمد ﷺ کے زمانے کا اسلام آپ کو حاصل ہو رہا ہے، اس کا مطلب ہے کہ بہترین بچی کا رشتہ آپ کے لئے آیا ہے۔ چنانچہ آپ کی شادی ہوگئی۔ آپ کے ہاں دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئے۔ آپ کی اہلیہ سائرہ قدسیہ صاحبہ بھی جماعتی خدمات میں بہت مستعد تھیں۔

1953ء میں جب فسادات کے بعد عدالت میں کارروائی شروع ہوئی تو رشید صاحب حضورؓ کے ساتھ سیکورٹی کی ڈیوٹی دیتے ہوئے بیٹھتے۔ آپ کو یاد تھا کہ چیف جسٹس منیر نے غیراحمدیوں کے خلاف یہ فیصلہ دیا کہ وہ احمدیوں کو غیرمسلم قرار نہیں دے سکتے کیونکہ وہ خود ایک مسلمان کی تعریف پر متفق نہیں ہو سکے۔

10/مارچ 1954ء کو آپ کی اہلیہ کے ہاں تیسرے بیٹے کی پیدائش متوقع تھی۔ اپنی اہلیہ کے کہنے پر آپ نرس کا انتظام کرنے باہر نکلے تو معلوم ہوا کہ کسی بدبخت نے حضورؓ پر چھری سے حملہ کردیا ہے۔ آپ وہیں سے مسجد مبارک پہنچے تو دیکھا کہ حضورؓ نے اپنی خون سے بھری گردن پہ ہاتھ رکھا ہوا تھا اور حضورؓ بلند آواز میں فرما رہے تھے کہ اسے مار نہ دینا۔ مجرم کو احمدیوں نے گھیر رکھا تھا۔ بعد میں آپ کو معلوم ہوا کہ نماز کے دوران مجرم اُسی جگہ پہ کھڑا تھا جہاں روزانہ آپ کھڑے ہوتے تھے۔ جب آپ گھر پہنچے تو بچے کی پیدائش ہوچکی تھی۔

محترم رشید احمد صاحب کو حضورؓ نے ان کی امریکہ واپسی کے بعد ایک خط لکھا جس میں کچھ رقم کے علاوہ بہت سی دعائیں بھی دیں۔ محترم رشید صاحب اب 84 برس کے ہیں اور اپنی فیملی کے ساتھ امریکہ میں مقیم ہیں۔ وہ آج بھی حضرت مصلح موعودؓ کی باتیں ایسے بیان کرتے ہیں جیسے حضورؓ زندہ ہوں۔

مکرمہ فاطمہ محمود صاحبہ

جماعت احمدیہ امریکہ کے صد سالہ خلافت سووینئر میں مکرمہ فاطمہ محمود صاحبہ کے بارہ میں لکھا ہے کہ آپ نے یکم اگست 1965ء کو بیعت کی اور آپ بیان کرتی ہیں کہ اُس کے بعد سے میری زندگی ہمیشہ کے لئے بدل گئی، بے شمار روحانی تجربات ہوئے۔

1970ء میں آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات کیلئے لندن گئیں اور اگلے سال حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب سے ملنے کے لئے دوبارہ لندن گئیں۔ 1976ء میں حج کی سعادت حاصل کی۔ اور پھر 1988ء میں امریکہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات ہوئی۔ 1990ء میں حضورؒ کے دوبارہ امریکہ آنے پر آپ کو جلسہ سالانہ پر نظم پڑھنے کا موقع ملا۔ بعد میں آپ کی کئی نظمیں MTA پر نشر کی جاتی رہیں۔ 1998ء میں حضورؒ کی دعوت پر آپ لندن بھی آئیں اور حضورؒ کے ہمراہ MTA کے کئی پروگراموں میں شامل ہوئیں۔ آپ کا رشتہ کروانے میں بھی حضورؒ کی خصوصی شفقت آپ کو حاصل رہی۔

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا کے صد سالہ جشن خلافت نمبر (مئی و جون 2008ء) میں شامل اشاعت مکرم حبیب الرحمٰن ساحر صاحب کے کلام سے انتخاب پیش ہے:

وہی سفر ، وہی اہلِ سَفر ، امیں بھی وہی
یہ آخریں بھی وہی ہیں ، وہ اوّلیں بھی وہی!

رواں دواں ہیں وہی قافلے غریبوں کے
کبھی رکے ہیں کسی سے جواب رکیں گے ہم
حذر! اے اہل رقیباں سفر نصیبوں سے

ہے دُھن میں اپنی رواں اپنا کاروان ۔ زہے!
نہ خارِ راہ نہ شورِ سگاں سے کچھ مطلب؟
حریفِ موج ہوا ہے چراغ جان ۔ زہے!

ماہنامہ ''خالد'' ربوہ جنوری 2007ء میں شامل اشاعت مکرم مبارک احمد ظفرؔ صاحب کی ایک نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

یار کی یاد میں شب جو کاٹی دن تھا وہ تو رات نہ تھی
اک مَیں تھا اور یاد تھی اس کی دوسری کوئی ذات نہ تھی
بستی میں جب چاند وہ نکلا نُور نہائی ساری رات
کس کا روزِ عید نہ تھا وہ رات شبِ بارات نہ تھی
فضلوں کا وہ مینہ برسا کہ روح تلک سب بھیگ گئے
دید کی دلہن مسکائی تھی کون کہے برسات نہ تھی
خوشیوں نے بے قابو ہوکر صحنِ دل میں رقص کیا
روح نے ذکر کے گھنگرو باندھے اَور تو کوئی بات نہ تھی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
12th December 2008 – 18th December 2008

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 12th December 2008

00:00 Tilawat & MTA International News
00:50 From Our Kitchen To Yours: a culinary programme.
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th July 1996.
02:50 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Ghana.
04:00 Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 6th May 1998.
05:05 Moshaairah: an evening of poetry in celebration of the Khilafat Centenary.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Live proceedings from Qadian, India.
07:30 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Qadian, India.
08:30 Live proceedings from Qadian.
09:00 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 8th March 1996.
10:05 Indonesian Service
11:05 Seerat Sahaba Rasool (saw): discussion hosted by Hafiz Muzaffar Ahmad on the life and character of Hadhrat Khadija (ra).
11:40 Tilaawat & MTA News
12:25 Repeat of proceedings from Qadian, India.
13:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Calicut Kerala, India.
14:35 Dars-e-Hadith
14:45 Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:50 Proceedings from Qadian, India [R]
16:20 Friday Sermon [R]
17:20 Proceedings from Qadian, India. [R]
17:50 Blessings of Khilafat: interviews with various individuals expressing their personal experiences relating to Khilafat.
18:30 Arabic Service: Repeat of live Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA International News
21:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Calicut Kerala, India. Followed by repeat of live proceedings from Qadian, India. [R]
23:05 Urdu Mulaqa'at: rec. on 8th March 1996.

Saturday 13th December 2008

00:10 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:10 Learning French
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th July 1996.
02:45 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Qadian, India. Recorded on 12th December 2008. Followed by repeat of live proceedings from Qadian, India.
04:45 Blessings of Khilafat
05:20 American Museum of Natural History
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 19th January 2008.
08:30 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Qadian, India.
09:30 Ashab-e-Ahmad
10:00 Indonesian Service
10:55 French Service
11:35 Art Class with Wayne Clements: a programme teaching the basics of Oil painting.
12:05 Tilawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar: variety of programmes in Bengali, including a discussion on Ahmadiyyat.
14:00 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:00 Moshaairah: an evening of poetry in celebration of the Khilafat Centenary.
16:40 Ashab-e-Ahmed
17:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th February 1984.
18:05 Art Class
18:35 Arabic Service
20:40 MTA International News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:00 Moshaairah: an evening of poetry [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 14th December 2008

00:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 16th July 1996.
02:25 Ashab-e-Ahmad
02:55 Friday Sermon, recorded on 12/12/2008.
03:55 Moshaairah: an evening of poetry
04:40 Question and Answer Session
05:30 Art Class with Wayne Clements
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Children's class with Huzoor recorded on 5th March 2005.
08:10 Lajna Symposium
08:40 Learning Arabic: lesson no. 24.
09:05 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Ghana.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 12th October 2007.
12:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon
15:10 Children's class with Huzoor recorded on 5th March 2005. [R]
16:15 Lajna Symposium [R]
16:45 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Ghana. [R]
17:40 Question and Answer Session: Recorded on 24th June 1996.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News
21:05 Children's class with Huzoor recorded on 5th March 2005. [R]
22:20 Seerat-un-Nabi (saw)

Monday 15th December 2008

00:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:55 Lajna Symposium
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th July 1996.
02:35 Friday Sermon
04:30 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th June 1996.
04:40 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 6th March 2005.
08:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 14.
08:30 Jalsa Salana Speeches: an Urdu speech delivered by Muhammad Umar about Wassiyat.
09:05 French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 6th July 1998.
10:10 Indonesian Service: Friday sermon, recorded on 31st October 2008.
11:35 Medical Matters
12:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:25 Bangla Shomprochar
14:30 Friday Sermon
15:25 Jalsa Salana Speeches: an Urdu speech delivered by Muhammad Umar about Wassiyat. [R]
16:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 6th March 2005. [R]`
17:20 French Mulaqa'at
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th July 1996.
20:30 MTA International News
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 6th March 2005. [R]`
22:20 Friday Sermon [R]
23:05 Spotlight [R]

Tuesday 16th December 2008

00:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15 Le Francais C'est Facile: lesson no. 14.
01:55 Liqaa Ma'al Arab
03:00 Friday Sermon: rec. on 21st December 2007.
03:45 French Mulaqa'at: rec. on 06/07/1998.
04:55 Medical Matters
05:20 Spotlight
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 12th March 2005.
08:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th June 1996. Part 2.
09:00 Our Life
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:00 Tilawat, Dars & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Jalsa Salana UK 2007: Second day address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 28th July 2007.
15:10 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 12th March 2005.
16:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th June 1996. Part 2.
16:45 MTA Travel
17:15 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
18:30 Arabic Service
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon, recorded on 12th March 2005.
20:25 MTA International News
20:55 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
21:40 Jalsa Salana UK 2007
22:50 MTA Travel

Wednesday 17th December 2008

00:00 Tilawat, Dars & MTA News
00:20 Learning Arabic: lesson no. 18.
00:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 30th July 1996.
02:40 Our Life
03:45 Question and Answer Session
04:30 Jalsa Salana UK 2007: Second day address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 28th July 2007.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 11th November 2006.
08:15 Khilafat Centenary
09:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th June 1996.
09:50 Indonesian Service
10:50 Swahili Muzakarah
12:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 12th September 1986.
14:50 Jalsa Salana speeches: speech delivered by Atta-ul Mujeeb Rashid, recorded on 26th July 1997.
15:25 Khilafat Seminar
16:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
17:15 Lajna Magazine
17:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
18:30 Arabic Service
19:50 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 10th July 1996.
20:50 MTA International News
21:25 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:25 Jalsa Salana Speeches [R]
23:00 Khilafat Seminar
23:45 From the Archives [R]

Thursday 18th December 2008

00:00 Tilawat & MTA News Review
01:15 Hamaari Kaenaat
02:10 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 10th July 1996.
03:10 Interview
03:35 Khilafat Centenary
04:30 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 12th September 1986.
05:20 Lajna Magazine
06:00 Jalsa Salana Speeches
06:05 Tilawat, Dars & MTA News
07:15 Children's Class with Huzoor, recorded on 19th March 2005.
08:35 English Mulaqa'at: Rec. on 3rd March 1996.
09:40 Al Maaidah: a cookery programme showing how to prepare a variety of dishes.
10:00 Indonesian Service
10:55 Khilafat Centenary Exhibition
11:30 Pushto Service
12:00 Tilaawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Rec. 12/05/1998.
15:10 Khilafat Centenary Exhibition.
16:00 English Mulaqa'at [R]
17:15 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Ghana.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News
21:05 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:10 Khilafat Centenary Exhibition [R]
22:50 Children's Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 15 Friday 28 November , 2008 Issue No. 48

حاصل مطالعہ

قائداعظم کی حمایت کا انتقام

روزنامہ ”آج کل“ پاکستان کی 3؍ستمبر 2008ء کی اشاعت میں کالم نگار سعید ابراہیم نے ”قائداعظم کی حمایت کا انتقام“ کے عنوان سے ایک دلچسپ تجزیہ پیش کیا ہے جو کالم نگار اور اخبار مذکور کے شکریہ کے ساتھ ہدیۂ قارئین ہے۔

”ایک اور اگست اختتام کو پہنچا۔ جھوٹ اور لوٹ کھسوٹ میں گزرے اکسٹھ سال ہماری گردن پکڑے بیٹھے ہیں۔ سانس نرخرے میں پھنسی ہے۔ کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ اجتماعی جانکنی کا عذاب کچھ بہل جائے۔ بجلی کی قیمت میں اکتیس فیصد اضافے کا برقی کوڑا ایک بار پھر لہرایا جاچکا ہے۔ یہ کیسی جمہوریت ہے جو جمہور ہی کو کھائے جارہی ہے۔ عجیب الفہم سیاسی مُلّاؤں کا دعویٰ ہے کہ یہ مملکت خداداد ہے۔ ویسے اپنی کوتاہیوں کے لئے خدا پر نام دھرنے کا سلیقہ کوئی ہم سے سیکھے۔ خدا کے منصوبوں کی خبر رکھنے کے دعویداروں کی دلیل یہ ہے کہ چودہ اگست 1947ء کو رمضان کی ستائیسویں شب تھی۔ اب خدا کے ان ’برگزیدہ پڑوسیوں‘ سے کوئی یہ پوچھے کہ حضور! اگر پاکستان کسی مقدس شب کو وجود میں آیا تھا تو کیا بھارت کسی غیر مقدس شب کو وجود میں آیا تھا؟ اور پھر ذرا حساب لگا کر یہ بھی بتا دیا جائے کہ تین جون سن سینتالیس کو کونسا مقدس دن یا تقدیس بھری رات تھی۔ چلو مان لیتے ہیں کہ پاکستان حق رائے دہی کے سیاسی عمل کا نہیں، کسی الوہی منصوبے کا نتیجہ تھا تو پھر آج اسے مقدس ثابت کرنے والوں نے اس وقت اس کی مخالفت کیوں کی تھی۔ کیا سن اکہتّر میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی بھی اُلوہی منصوبے کا حصہ تھی؟

تاریخ کو مقدس جھوٹ کے ہرے پتّوں میں ملفوف کرنے کا ہنر کوئی ہم سے سیکھے۔ کل تک قائداعظم اور اقبال مولویوں کے فہم اسلام کے مطابق کافر تھے اور ان کے مرنے کے بعد یہ انہیں برگزیدہ ہستیاں ثابت کرنے میں جُتے ہیں۔ خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔ قائد اور اقبال کے ان اغواکاروں سے کوئی نہیں پوچھتا کہ حضور ان دنوں سے آپ کی نفرت کا بھڑکتا الاؤ پاکستان بنتے ہی محبت کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں کیسے بدل گیا؟ اب تو ’عقیدت‘ کا یہ عالم ہے کہ دونوں شخصیات کا نام رحمۃ اللہ علیہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

اگر تاریخ کے اوراق سے قائد کی شخصیت کا سراغ لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ قطعاً ایسے نہیں تھے جیسا کہ ان کے اغواکاروں کی محررہ ’تاریخ‘ میں دکھایا جارہا ہے۔ سوٹڈ، بوٹڈ، کلین شیوان کا سراپا اور رہن سہن مکمل طور پر اینٹی مُلّا تھا۔ مذہب کا ان کی زندگی میں اتنا ہی عمل دخل تھا جتنا نارمل انسانوں کی زندگی میں ہوتا ہے۔ بلیئرڈ سے شغف رکھتے تھے۔ ہر شام مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے دوستوں کے ساتھ مجلسی زندگی سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ زندگی میں سوائے بہادر یار جنگ کے کوئی ایک بھی مسلم شخصیت ایسی نہ تھی جس سے قائد کی بےتکلفی ثابت ہوتی ہو۔ اب ایسے شخص پر یہ الزام دھرنا کہ انہوں نے یہ ملک جماعت اسلامی برانڈ مذہب نافذ کرنے کے لئے بنایا تھا ایک بہتان ہی تو ہے۔

پاکستان آج جس حال سے دوچار ہے اس میں جاگیرداروں کے ہاتھوں ایک طے شدہ منصوبے کے ساتھ مسخ کی جانے والی تاریخ کا بڑا عمل دخل ہے۔ عقل کے اندھے بھی صاف دیکھ سکتے ہیں کہ قائد اور مولانا مودودی کے خیالات وافکار میں زمین آسمان کا بُعد تھا۔ جناح اس وقت کی مذہبی سیاسی جماعتوں کے نزدیک ایک ناپسندیدہ شخصیت تھے۔ مولانا مودودی کا خلجان یہ تھا کہ وہ خودکو اسلام کے اعلیٰ ترین شارح کے منصب پر فائز کر بیٹھے تھے مگر عام مسلمانوں کے لئے ان کے پیش کردہ مذہبی نظام میں کوئی کشش نہیں تھی۔ اسی جھنجھلاہٹ کے ہاتھوں انہوں نے جہاں موقع ملا عام مسلمانوں کے محبوب لیڈر محمد علی جناح کو قابل نفرت انداز میں رگیدا۔

مولانا تو سن چھیالیس میں بھی مسلمانان ہند کو یہ سمجھانے کی پوری کوشش کر رہے تھے کہ بے وقوفو پاکستان بنانے سے باز آجاؤ۔ ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

”مَیں مسلمانوں کو مشورہ دوں گا کہ تقسیم ہند پر نہ مریں اور ایسے دستور پر راضی ہوجائیں جس میں صوبوں اور ریاستوں کو زیادہ سے زیادہ خودمختاری دی جائے۔ ہندوستان کی تقسیم کی بجائے ہندوستان کی وحدت مسلمانوں کے لئے بھی زیادہ مفید ثابت ہوگی......“۔

سن چالیس کی قرارداد لاہور سے قبل قائداعظم کی پوری سیاسی زندگی اس کوشش اور خواہش میں گزری کہ ہندومسلم اتحاد برقرار رہے۔ یہ تنگ نظر کانگرسی قیادت تھی جس نے قائداعظم کو ردّعمل کی سیاست پر مجبور کیا۔

اقبال کے سر پر جو ہم نے تصور پاکستان کے خالق کا سہرا باندھ رکھا ہے تاریخ اس کی تصدیق کرنے سے قاصر ہے۔ وہ تو صرف ایک ڈھیلی ڈھالی فیڈریشن کے حامی تھے۔ خطبہ الہ آباد جس سے ہم نے اقبال کا خواب کشید کیا ہے وہ تو کچھ اور ہی کہانی سناتا ہے۔ اس خطبے سے نہ تو پاکستان کا تصور برآمد کیا جاسکتا ہے نہ ہی اسلامی نظام کے نفاذ کی جھلک دکھائی پڑتی ہے۔ وہ تو بس شمال مغربی ہندوستان کے مسلم اکثریتی صوبوں میں ایک خاص حد تک خودمختاری کے اور ہندوستان کی مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کے لئے تنتیس فیصد نمائندگی کے مطالبہ گزار تھے۔ اگر کسی اسلامی مملکت اور اس میں اسلامی نظام کے نفاذ کا کوئی تصور ان کے ذہن میں ہوتا تو وہ اس خطبے میں کانگریس کو سود پر پابندی نہ لگوانے کی یقین دہانی نہ کرواتے۔ اس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ کیا ہندوستان میں مسلمانوں کی کسی بھی حکومت نے سود پر کبھی کوئی پابندی لگائی تھی جواب ہم لگائیں گے۔ اقبال ہندوؤں کو یقین دلاتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک خاص حد تک سیاسی خودمختاری کے بدلے میں انہیں پورے ہندوستان کے دفاع کے لئے باسٹھ فیصد مسلمان فوج دستیاب ہوگی۔ مزید کہتے ہیں کہ ہندوؤں کو یہ بدگمانی نہیں ہونی چاہئے کہ مسلمانوں کی یہ فوج بیرونی مسلمان حملہ آوروں کے خلاف ہندوستان کا دفاع نہیں کرے گی۔ اقبال کو تو ہندوستان میں رہتے ہوئے مخلوط طرز انتخاب پر بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔

ہماری مذہبی سیاسی جماعتوں کا المیہ یہ ہے کہ عوام نے نہ قیام پاکستان سے قبل اور نہ ہی بعد میں، انہیں کبھی اپنی سیاسی رہنمائی کے لئے قبول نہیں کیا۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ ان جماعتوں کی نفسیات میں یہ تصور جڑ پکڑ چکا ہے کہ وہ اسلام کی بلاشرکت غیرے نمائندہ ہیں۔ ان کا بس نہیں چلتا ورنہ تو یہ دنیا بھر کے انسانوں پر اپنا فہمِ مذہب بزور قوت نافذ کردیں۔ جب وہ ایسا کرنے میں ناکام رہتی ہیں تو اپنے فکروعمل کا تجزیہ کرنے کی بجائے خودکش حملوں سے پھیلنے والی تباہی سے لاشعوری طور پر تسکین حاصل کرتی ہیں۔ کبھی کبھی تو یوں لگتا ہے کہ یہ پاکستان کو انارکی کا شکار کرکے عوام سے سیکولر محمد علی جناح کی حمایت کا انتقام لے رہی ہیں۔

(بشکریہ :روزنامہ ”آج کل“ پاکستان۔ 3؍ستمبر 2008ء)

۞۞۞۞۞۞

جماعت احمدیہ تنزانیہ کی مختلف میلوں میں کتب کی نمائش

سونگیا میں منعقدہ میلہ میں بکسٹال

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال جماعت احمدیہ سونگیا (Songia) کو ایک قومی تہوار "Nane Nane" میں بکسٹال لگانے کی توفیق ملی۔ یہ تہوار ایک قسم کا میلہ ہی ہوتا ہے۔ Nane سے مراد آٹھ ہے یعنی یہ تہوار آٹھویں مہینہ یعنی ماہ اگست کی یکم تاریخ سے آٹھویں تاریخ تک منایا جاتا ہے۔ اس کا انتظام گورنمنٹ کرتی ہے۔ یوں تو یہ تہوار ملک میں ہر ریجن میں ہوتا ہے لیکن رُوما ریجن نے پہلی دفعہ اس کو منانے کا اعلان کیا۔

امسال یہ میلہ یکم کی بجائے 4 اگست کو شروع ہوا۔ آخری دن لوگوں کا ہجوم دیکھنے میں آیا۔ اس طرح ایک کثیر تعداد کو احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔

ہمارے اسٹال کے لئے سرکاری دفاتر کے بالکل ساتھ جگہ فراہم کی گئی۔ ہم نے بانس وغیرہ استعمال کرکے اپنا سٹال تعمیر کیا اور اوپر ٹینٹ ڈال کر عارضی خیمہ لگایا۔ خیمہ کے اندر اور باہر مختلف قسم کے بینرز آویزاں کئے گئے جن میں کلمہ طیبہ، ’محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں‘ وغیرہ کی تحریرات لکھی گئیں۔ اور خیمہ کے اندر ایک بڑا میز رکھ کر کتابوں کے نمونے رکھے گئے۔

ہمارا اسٹال اپنی نوعیت کا منفرد اسٹال تھا کیونکہ پورے میلے میں کوئی ایک بھی دینی قسم کا ایسا سٹال نہیں تھا اور اس بات کا اظہار قائم مقام ریجنل کمشنر جو کہ آخری دن مہمان خصوصی تھے نے بھی اس وقت کیا جب وہ ہمارے سٹال کو دیکھنے کے لئے آئے۔ ریجنل کمشنر صاحب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ”مسیح ہندوستان میں“ (سواحیلی ترجمہ) تحفہ کے طور پر دی گئی۔

ان دنوں میں اندازاً 400 کے قریب افراد ہمارے سٹال پر آئے اور جماعت کے بارہ میں مختلف سوالات کئے اور جماعت کے عقائد کے بارہ میں سوالات کئے جن کے جوابات دئے گئے۔ کل 63,300 شلنگ کی کتب فروخت ہوئیں۔

(رپورٹ:عابد محمود بھٹی ۔مبلغ سونگیا)

۞۞۞۞۞۞

موروگورو ریجن کے زرعی میلہ میں بکسٹال

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال جماعت احمدیہ موروگورو (Morogoro) کو موروگورو شہر میں منعقد ہونے والے زرعی میلہ میں بکسٹال لگانے کی توفیق ملی۔ یہ میلہ Tanzania Agriculture Show کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ میلہ موروگورو شہر میں یکم اگست سے 8 اگست کو منعقد ہوا۔

اس دفعہ ہمیں مین گیٹ کے بالکل قریب جگہ ملی اس لئے ہمارا اسٹال لوگوں کی نگاہوں کا مرکز رہا۔ اس اسٹال میں جماعتی کتب کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تصاویر آویزاں کی گئیں۔ اسٹال پر آنے والے کتابیں بھی خریدتے اور تصاویر کے بارہ میں بھی دریافت کرتے۔ اس طرح جماعتی تعارف کی توفیق ملتی رہی۔

یہ اسٹال بھی واحد اسٹال تھا جو کسی اسلامی تنظیم نے لگایا۔ جبکہ اسی میلہ میں عیسائیوں کا اسٹال بھی تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بکسٹال پر تقریباً 2500 افراد تشریف لائے اور مفت پمفلٹس کے علاوہ 249,700 شلنگ کی کتب فروخت بھی کی گئیں۔

مکرم امیر صاحب تنزانیہ بھی اس میلہ کے لئے دارالسلام سے تشریف لائے۔ بعض سرکاری افسران بھی ہمارے اسٹال پر تشریف لائے۔ گورنمنٹ کی طرف سے غیرسرکاری تنظیموں کے سٹالز میں اچھی اور معیاری نمائش لگانے پر جماعت کو سند خوشنودی کے علاوہ تیسری پوزیشن کا ایوارڈ دیا گیا۔

(رپورٹ:وسیم احمد خان ۔مبلغ موروگورو)

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری ان کوششوں میں برکت ڈالے اور ایسی کوششیں سعید روحوں کی ہدایت کا باعث ہوں۔

۞۞۞۞۞۞۞۞